رسالہ

بدعت
ھی
بدعت

مصنف

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

سید علامہ حمزہ علی قادری

پبلشرز

عطاری پبلشرز

16 مئی 2009ء کو بذریعہ نثار کراچی سے منگوائی۔ (انوار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد! اس تصنیف کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اہل اسلام حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق ومحبت اور اولیائے کرام کی عقیدت میں جتنے امور سرانجام دیتے ہیں انہیں وہابی تحریک سے متاثر ہوتے شرک وبدعت سے ڈراتے ہیں اور یہ سب کو معلوم ہے کہ وہابی تحریک انگریزوں نے صرف اسلیے پیدا کی کہ اہل اسلام میں انتشار پھیلے فقیر اس انتشار کو روکنے کے لیے اسلام کے وہ مسائل وعقائد پیش کر رہا ہے جن پر وہابی تحریک سے متاثر ہوتے عمل کر رہے ہیں حالانکہ وہ امور حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کا وجود خیر القرون میں نہ تھا لیکن ان پر عمل ہو رہا ہے بلکہ بہت سے ایسے امور ہیں جو بدعت کے باوجود واجب ہے اور ضروری ہیں تو جن قاعدہ وقانون سے یہ امور جائز ہیں تو وہ امور جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت وعشق اور اولیائے کرام سے عقیدت کے طور عمل میں لائے جاتے ہیں وہ بھی جائز

ہونے چاہئیں لیکن وہ جائز اور یہ ناجائز بتانا ہے دراصل انہیں دین کا درد نہیں بلکہ وہابی تحریک سے وفاداری کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اس نکتہ کو یاد رکھیں کہ جو لوگ اس قسم کا جھگڑا اٹھاتے ہیں انہیں دیکھ لیں کہ انہیں وہابی تحریک سے کوئی نہ کوئی نسبت ضرور ہوگی ورنہ یہ قاعدہ سورج سے بھی زیادہ روشن ہے کہ ہر بدعت بری نہیں بلکہ وہ بدعت بری ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو اسے اصطلاح شرع میں بدعت سیئہ کہتے ہیں ورنہ جو بدعت قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو اور اس کے علاوہ امور کو نافذ کیا ہو وہ اصطلاح شرع میں بدعت حسنہ ہے بلکہ اس کی اکثر جزئیات خیر القرون میں موجود اور ثابت ہوتی ہیں صرف (ادوار) زمانے کی تبدیلی سے نام بدلے یا اطوار (طور طریقے) بدلے اور یہ بھی شریعت کا قانون ہے کہ نام اور طریقہ بدلنے سے کام اور حقیقت نہیں بدلتی اس پر فقیر مفصل بحث رسالہ "ثبوت بدعت حسنہ" لکھ چکا ہے چند ضروری باتیں اس رسالہ میں بھی عرض کرے گا۔ ان شاء اللہ

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور ۸ رجب ۱۴۱۳ھ

پاکستان

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الملک الحق المبین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ رحمۃ للعلمین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

اما بعد! انگریز نے وہابی تحریک کی بنیاد ہی اسی نہج پر رکھی کہ جن عقائد و معمولات و مسائل پر صدیوں سے مسلمان متفق چلے آرہے ہیں ان میں انتشار پیدا ہو چنانچہ ان کو شرک و بدعت کا نشانہ بنا کر مٹانا چاہا چنانچہ اس کا یہ تیر نشانہ پر لگا اور اہل سنت کے اکثر عقائد و مسائل شرک و بدعت کی زد میں آگئے۔ فقیر اس تصنیف میں ہزاروں عقائد و مسائل کی نشاندہی کرتا ہے جو سراسر بدعت ہیں لیکن چونکہ انہیں انتشار امت سے کوئی تعلق نہیں اسی لیے وہ عین اسلام ہیں چونکہ اس میں اسلامی مسائل و احکام کو بدعت حسنہ سے متعلق ہے اسی لیے اس کا بھی نام "بدعت ہی بدعت" رکھا۔

لغوی معنی بدعت کے لغوی معنی ہیں "نئی چیز" جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ بدیع السمٰوٰت والارض (الآیۃ) اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو نئے طریقے سے ایجاد کرنے والا ہے۔ اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظ بدیع "بدعت" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے "نئی چیز" کا ایجاد کرنا۔

شرعی معنی اصطلاح شریعت میں بدعت کی صحیح تعریف یہ ہے کہ دین میں کوئی ایسا کام رائج کرنا جو شریعت کے خلاف ہو بدعت ہے یعنی ہر بدعت بری اور گمراہی نہیں بلکہ وہ بدعت گمراہی ہے جس سے دین اسلام کے کسی اصول یا قرآن و سنت کے کسی حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام) یعنی جو ہمارے دین میں ایسی چیز رائج کرے جو اس میں نہ ہو (یعنی دین کے خلاف ہو) وہ مردود ہے۔ بری نہیں بلکہ جو بدعت کسی شرعی اصول سے متصادم ہو وہ بری ہے اسی لیے محدثین نے بدعت کی تقسیم فرمائی۔

بدعت کی اقسام بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ ہر اس نیک کام کو کہتے ہیں جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو جیسے دینی مدارس قائم کرنا اور قرآن و حدیث و دینی کتب کا چھپوانا۔ اور بدعت سیئہ ہر اس کام کو کہتے ہیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہو یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو جیسے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانا کیونکہ اس سے عربی میں خطبہ پڑھنے اور نماز میں مکبر کھڑے کرنے کی سنت ختم ہو جاتی ہے پھر بدعت حسنہ کی تین قسمیں ہیں بدعت مباحہ۔ بدعت واجبہ۔ بدعت مستحبہ۔ بدعت مباحہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو اور نیکی کی نیت کے بغیر کیا جائے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا لذیذ کھانوں اور مشروبات کا استعمال کرنا اور عمدہ و نفیس کوٹھیوں میں رہائش اختیار کرنا بدعت مستحبہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو اور نیکی و ثواب کی نیت سے کیا جائے مثلاً تراویح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا۔ دینی مدارس قائم کرنا اور محفل میلاد و گیارہویں شریف کا انعقاد کرنا۔ بدعت واجبہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ مثلاً قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے علم صرف و نحو حاصل کرنا اور قرآن پاک پر اعراب لگانا اور بدعت سیئہ کی دو قسمیں ہیں۔ بدعت مکروہہ بدعت حرام۔ بدعت مکروہہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے جیسے مساجد کی فخریہ زیب و زینت کرنا۔ بدعت حرام ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے جیسے جبریہ اور قدریہ فرقوں کا ایجاد ہونا۔ شاید کسی کے ذہن

میں یہ خیال پیدا ہو کہ بدعت کی یہ اقسام خود ساختہ ہیں اور ان کا کہیں ثبوت نہیں ہے بنا بریں اس کا حوالہ درج کیا جاتا ہے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

البدعة اماواجبة كتعلم النحو وتدوين اصول الفقه ولما محرمة كمذهب الجبرية ولما مندوبة كاحداث الروابط والمدارس وكل احسان لم يعهد فى القرن الاول وكالتراويح اى بالجماعت العامة واما مكروهة كزخرفة المساجد واما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح والتوسع بلذيذ المآكل والمشارب" (مرقات باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

ترجمہ:- بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کا سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا یا حرام ہے جیسے جبریہ فرقہ۔ یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدارس کا قائم کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانے میں نہ تھی اور جیسے تراویح کا جماعت سے پڑھنا اور یا بدعت مکروہ ہے جیسے مسجدوں کی فخریہ زیب و زینت کرنا اور یا بدعت جائز ہے جیسے صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ کھانا کھانا اور لذیذ شربت پینا۔

فائدہ اس عبارت سے بدعت کی پانچ قسموں کا واضح ثبوت ملتا ہے اور واضح ہوتا ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں ضروری بھی ہوتی ہیں جیسے قرآن پاک کا جمع کرنا اس میں اعراب لگانا۔ دینی مدارس قائم کرنا اور تبلیغی جلسے منعقد کرنا وغیرہ وغیرہ۔ وہابی تحریک کا زیادہ زور اسی پر صرف ہو رہا ہے کہ بدعت حسنہ کوئی شے نہیں۔ فقیر ذیل میں اس کا مختصر اثبات کرتا ہے۔

بدعت حسنہ کے دلائل قرآن پاک میں ارشاد باری ہے ورھبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم الا ابتغاء

رضوان اللہ۔ عیسائیوں نے رہبانیت (یعنی تارک الدنیا ہونے) کو ایجاد کیا حالانکہ ہم نے ان کو ایسا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے ایسا صرف رضائے الٰہی کی خاطر کیا پھر فرمایا۔ فاتينا الذين امنوا منهم اجرهم (الآية) پس ہم نے ان کو اس کا اجر دے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو اچھی بدعت رائج کرنے پر نہ صرف ان کی تعریف کی بلکہ ان کو اجر سے نوازا۔ ثابت ہوا کہ بدعت حسنہ باعث ثواب ہے۔

احادیث مبارکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجورهم شئ ومن سن فى الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شئ۔

(مشکوٰۃ شریف باب العلم)

ترجمہ:- جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کئے جانے کا بھی اور ان کے ثواب سے بھی کچھ کم نہ کیا جائے گا اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ رائج کرے گا تو اس کو اس کا بھی گناہ ملے گا اور اس پر عمل کئے جانے کا بھی اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ اسلام میں اچھی بدعت کا رائج کرنا باعث ثواب ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ماراه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن

(مرقات باب الاعتصام)

یعنی جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے

ہوا کہ جس کام کو مسلمان باعثِ ثواب جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی باعث ثواب ہی ہے کیونکہ مسلمان اس دنیا میں اللہ کے گواہ ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی۔

(۳) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تراویح کی نماز کو باجماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور پھر تراویح کی جماعت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا نعمۃ البدعۃ ھذہٖ (مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان) یعنی یہ بڑی اچھی بدعت ہے معلوم ہوا کہ اچھی بدعت باعث برکت اور کار ثواب ہے

(۴) حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت کو قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کیف تفعلون شیأً لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا قال ھو خیر ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم باب جمع القرآن)

فائدہ حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں عرض کیا کہ قرآن کا جمع کرنا بدعت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا آپ یہ بدعت کیوں ایجاد کر رہے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بدعت تو ہے مگر بدعت حسنہ ہے یعنی اچھی بدعت ہے ثابت ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں اچھی بھی ہوتی ہیں۔

اقوال العلماء (۱) روح البیان میں ہے جمیع ما ابتدعہ العلماءؒ والعارفون مما لم تصرح الشریعۃ بالامر بہ ویکون بدعۃ الا ان خالف صریح السنۃ فان لم یخالفہا فھو محمود (تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۵) یعنی وہ سب کام جن کو علماء و

عارفین نے نکالا ہے اور جن کے امر کی شریعت میں تصریح نہیں ہے وہ بدعت نہیں ہیں البتہ بدعت کام وہ ہیں جو صریح سنت کے خلاف ہوں اور اگر خلاف نہ ہوں تو اچھے ہیں۔

(۲) حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقول القائل ان ذلک بدعۃ لم یکن فی الصحابۃ فلیس کل ما یحکم باباحۃ منقولا عن اصحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً الیہا (احیاء العلوم ص ۲۲۳ ج ۲)

ترجمہ:۔ یہ کہنا کہ یہ بات بدعت ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام میں نہ تھی صحیح نہیں کیونکہ کل مباحات صحابہ کرام سے منقول نہیں ہیں۔ بدعت وہ ہے جو سنت کے مخالف ہو اور جس کی شریعت میں ممانعت وارد نہ ہوئی ہو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں۔ مزید حوالہ جات فقیر کی تصنیف تحقیق البدعۃ میں ملاحظہ ہو۔

قواعد البدعۃ امام غزالی نے یہاں بدعت کے قواعد بتائے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ (۱) یہ کہنا کہ فلاں چیز صحابہ کرام (یا حضور علیہ السلام) کے زمانے میں نہیں تھی اس لیے بدعت ہے قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ صحابہ کرام سے ہر بات منقول نہیں ہے۔

(۲) عدم نقل عدم وقوع کو مستلزم نہیں ہے یعنی کسی چیز کا بذریعہ نقل ہم تک نہ پہنچنے سے اس کا عدم وقوع ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً خدانخواستہ اگر کسی مقام پر کوئی حادثہ ہوا ہو اور ہمیں اس کی خبر نہ ہو تو ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس حادثے کی خبر نہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ ہمیں خبر نہیں ہے لہٰذا یہ حادثہ ہی نہیں ہوا

(۳) اگر کسی کام کے حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام کے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے

کا ہمیں علم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کام فی الواقع اس زمانے میں ہوا ہی نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ کام تو ہوا ہو لیکن اس کی نقل ہم تک نہ پہنچی ہو بلکہ ایسا خود زمانۂ خیر القرون میں عام تھا مثلاً ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز اشراق کے متعلق فرماتی ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو پڑھتے نہیں دیکھا تو اس کا جواب محدثین نے یہی دیا ہے کہ اشراق عموماً مسجد میں ادا کی جاتی حضور علیہ السلام نے گھر میں پڑھی ہو گی تو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کے مطالبہ کے جواب میں "نحن معشر الانبیا الخ والی حدیث پڑھی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کو پہلے نہیں سنا تھا جیسا کہ اہلسنت محدثین کی طرف اہل تشیع کو فدک کے اعتراض کے جوابات میں ایک جواب یہ بھی لکھا جس کی وجہ سے سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سن کر خاموش ہو گئیں اور پھر فدک کے بارے کوئی گفتگو نہ فرمائی (مزید تحقیق فقیر کی کتاب باغ فدک میں دیکھئے) بلکہ ماہر اصول حدیث کو معلوم ہے کہ تطبیق الاحادیث اور غیر مقلدین وہابیہ کا رد اکثر و بیشتر اسی قاعدہ کے تحت چلتا ہے۔

قاعدہ متفق علیہ

دیوبند (انڈیا) میں قاری طیب مہتمم دار العلوم دیوبند کی زندگی میں ایک فرقہ انہی کی برادری کا نیا پیدا ہوا اس نے اعتراض اٹھایا کہ "کلمہ طیب" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قرآن سے ثابت نہیں اور نہ ہی احادیث صحیحہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے قاری طیب نے اس اپنی برادری کے رد میں ایک کتاب لکھی اور اپنے نام کی مناسبت سے اس کا نام بھی یہی رکھا اس میں لطف کی بات یہ ہے کہ اسے اول سے آخر تک پڑھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ کوئی بریلوی

دیوبندی فرقہ کا رد لکھتا جا رہا ہے فقیر اپنے موضوع کے مطابق چند اقتباسات بطور قاعدہ عرض کرتا ہے اسی لیے اس کا عنوان بھی یہی ہے بدعت کا مفہوم اچھی طرح واضح کرنے کے لیے اب قاری محمد طیب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند کی کتاب "کلمہ طیبہ" مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں علم و تحقیق میں شاید دیوبند کا کوئی فاضل بھی قاری صاحب کا ہمسر نہیں (یہ عبارات کتاب کی پہلی عکسی طباعت ۱۹۷۶ء سے لی گئی ہے۔)

سابق تصریحات کے بعد (۱) دین کے سلسلے میں کسی مطلق کو مقید بنانے یا مقید کو مطلق کرنے یا کسی عامہ کو تخصیص کر دینے یا خاص کو عام بنا دینے کا حق اللہ و رسول کے سوا کسی کو حاصل ہے؟ کہ اس کی جرات کی گنجائش ہو؟ پھر بھی اگر کوئی غیر خدا اور رسول ایسا کرے تو حقیقتاً یہ در پردہ شارع ہونے کا دعویٰ ہے جو بدترین بدعت بلکہ شرک فی الرسالۃ ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (ص۲۰)

مثلاً آیۃ سورۃ مطلق ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما اسی لیے اذان سے قبل یا بعد سے ممانعت کے کیا معنی

(۲) کوئی ایک ضعیف روایت بھی ساقط الاعتبار نہیں مانی گئی ہے ورنہ ضعیف اور مرفوع و منکر وغیرہ میں فرق باقی نہیں رہ سکتا (ص۲۱) لیکن عام دیوبندی تو عادی بن گئے کہ حدیث ضعیف ہو نہ ہو انہوں نے خواہ مخواہ ضعیف کہہ کر مسئلہ کا انکار کرنا ہے جیسے انگوٹھے چومنے والی روایت وغیرہ

(۳) ضعیف روایت منافی احتجاج نہیں اسی لیے ضعیف کہنے والے محدثین حدیث کو ضعیف بھی کہتے جاتے ہیں اور اس سے حجت بھی پکڑتے جاتے ہیں (ص۲۱)

(۴) ظاہر ہے کہ جب ضعاف حدیثوں کا مجموعہ حسن لغیرہ بن کر احکام تک میں حجت ہے (ص۲۹)

(۵) فضائل میں خالص ضعیف حدیث بھی معتبر ہے (صـ۵۰)

(۶) ظاہر ہے کہ عدم ذکر عدم شئی کو مستلزم نہیں ہوتا (صـ۵۷)

(۷) اس سے واضح ہے کہ امت کے کسی معمول پر امت اور ائمہ کی طرف سے انکار وارد نہ ہونا اس کے اجماعی ہونے کی دلائل ہے ...... اور ما راٰہ المومنون حسنا جس کو ایمان والے اچھا سمجھیں فھو عند اللہ حسن وہ خدا کے نزدیک بھی اچھی چیز ہے کے اصول پر خواص مومنین ہوں یا عوام مومنین ہر دور اور ہر طبقہ میں اسے بلا نکیر اور بلا شبہ جائز بلکہ قربت و طاعت مانتے چلے آئے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے مجمع علیہ کلمہ نہ کہا جائے نیز سب جانتے ہیں کہ اسلامی عقائد کے ثبوت کا دارو مدار تواتر پر ہے لیکن اس ثبوت میں روایت کا تواتر ضروری نہیں ہے تعامل کا تواتر بھی کافی ہے جب کہ اس کی بنیاد کتاب و سنت میں موجود ہو۔

(صـ[illegible])

(۸) اگر کسی مسئلہ پر دور صحابہ کے بعد بھی کسی دور میں اجماع منعقد ہو جائے تب بھی وہ مسئلہ اجماع ہی سے ثابت شدہ مانا جائے گا۔ کیونکہ اصول اجماع کی شرعی حجتیں اس بارہ میں مطلق وارد ہوئی ہیں جن میں کسی عصر اور قرن کی قید ضروری نہیں۔

(صـ۴۲)

(۹) بلکہ اب میں اور ترقی کر کے یہ عرض کروں گا کہ اگر کسی مسئلہ شرعی میں سلف میں سے کسی کا قول خلاف میں بھی ثابت ہو اور اس کے باوجود کسی عصر میں اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو جائے اور امت کے خواص و عام مل کر سب اس پر مجتمع ہو جائیں تب بھی وہ اجماع معتبر ہو گا۔ (صـ۴۸)

(۱۰) آخرین کا اجماع اولین کے اجماع کا خود ہی دلیل ہے۔ (صـ۹)

(۱۱) عدم ذکر کے معنی دنیا میں کہیں بھی نفی اور ممانعت کے نہیں ہوتے (صـ۸۴)

اگر یہ عدم ذکر آپ کے زعم میں عدم جواز کا مقتضی ہے تو عدم ذکر ممانعت اسی اصول پر اس کے جواز کا مقتضی ہونا چاہیئے۔ (صـ۸)

(۱۳) کسی مذکور شے سے غیر مذکور شے کی نفی اور عدم جواز پر استدلال کیا جانا دلیل ہی نہیں کہ اس پر تنقید ضروری ہو۔ (صـ۸۸)

(۱۴) ظاہر ہے کہ عدم ذکر یا ہماری لاعلمی اس کے عدم ثبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی بالخصوص ہماری لاعلمی نہ کوئی شرعی حجت ہے نہ عقلی۔ (صـ۱۰۹)

(۱۵) مطالبۂ دلیل کے سلسلے میں دلیل خاص کا مطالبہ ہی اصولاً ناجائز ہے کہ فلاں چیز کی دلیل مثلاً قرآن ہی سے پیش کی جائے یا حدیث ہی سے لائی جائے تا بعمل صحابہ چہ رسد۔ (صـ۱۹)

(۱۶) حقیقت تو یہ ہے کہ امت محمدیہ کا مشرق سے لے کر مغرب تک بہ عام تعامل و توارث صحابہ ہی کے تعامل کی دلیل ہے جیسا کہ واضح ہو چکا ہے نیز جب کہ صحابہ کرام سے نفی ثابت نہیں بلکہ مسئلہ سکوت عنہ کے درجے میں رہے تو امت محمدیہ کے اجماعی تعامل کو انہی کے تعامل کی دلیل تصور کیا جائے گا جیسا کہ اس کی تفصیلی بحث گزر چکی ہے ورنہ بہت سے مباحات اصلیہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں زیر عمل نہیں آئے مگر اباحت اصلیہ کے تحت جائز ہیں یا بہت سے اجتہادی مسائل جو زمانہ صحابہ میں زیر عمل نہیں آئے تو کیا زیر علم بھی نہیں آئے مگر بعد میں کسی اصول شرعی سے مستنبط ہوئے تو وہ اس لیے ناجائز نہیں قرار پا سکتے کہ ان کے بارے میں صحابہ کا عمل منقول نہیں کیونکہ وہاں سرے سے عمل موجود ہی نہیں بلکہ علم بھی سامنے نہیں بس ایسے جائز مسائل پر جب بھی امت عمل پیرا ہو جائے اسے اس کا حق ہے اور وہ عمل شرعی ہو کر ہی ادا ہو گا (صـ۱۱۰)

(۱۷) کتاب و سنت کے اندر رہنے کا معیار اتنا تنگ نہیں ہے جتنا کہ ان حضرات

نے خیال فرما لیا ہے، سنت نبوی کا ذخیرہ صرف بخاری و مسلم یا صحاح ستہ تک محدود نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ (صد ۱۲۵)

(۱۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک بندے کا درجہ و مقام بلند کریں گے تو وہ عرض کرے گا کہ الٰہی یہ رتبہ مجھے کیسے مل گیا فرمائیں گے تیرے بیٹے کے استغفار کی بدولت جو اس نے تیرے لیے کیا یعنی ہم سے تیرے لیے مغفرت مانگی۔

(صد ۱۲۶)

(۱۹) اس ذکر کا حاصل جس کا نام درود شریف ہے تمام جہانوں کے مربی اعظم اور محسن اکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق پہچاننا اور آپ کی ذات اقدس کے ساتھ غلامانہ تعلق کو ترقی دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی نسبت پیدا کرنا ہے تاکہ اس نسبت کے سبب ایک طرف تو حضور کی ہم گناہ گار امتیوں کی طرف توجہ خصوصی ہو جائے اور ایک طرف حق تعالیٰ کی عنایت خاص ہم پر منعطف ہو جائے۔

(صد ۱۵۰)

نوٹ: اگر دیوبندی انہی اصول پر ہی ہمارے ساتھ متفق ہو جائیں تو کم از کم پاکستان میں مذہبی اختلاف تقریباً ختم ہو جائیگا انہی اصول پر فقہ احکام و مسائل اور چند عقائد کو شمار میں لاتا ہے۔

بدعت وضوء حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر صدی زمان تک وضو کے لیے یہ رہا کہ کنوئیں سے ڈول رسی کے ذریعے پانی نکال کر لوٹے میں ڈال کر وضو کیا لیکن آج نہ کنواں رہا نہ رسی نہ بوکا اس کے بجائے ٹینکی سے پانی آیا نلکا یہ میں پہنچا تو لوٹے کے بجائے ٹونٹی سے وضو کیا کئی سنتوں کی بجائے بدعتوں نے جگہ لے لی۔

بدعت ایمان کون نہیں جانتا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کا نام ایمان ہے لیکن علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی تقسیم کر ڈالی۔ چنانچہ ہم سب جانتے ہیں کہ ایمان دو قسم ہے ایمان مجمل و ایمان مفصل اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں نام بدعت ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں یہ تقسیم نہیں تھی۔

بدعت کلمہ شریف کلمہ پاک جو ہمارے مسلمان ہونے کی بنیادی علامت ہے اسے بھی بدعت نے معاف نہیں کیا مثلاً اسے چھ کلمات پر منقسم کر ڈالا۔ مثلاً پہلے کلمہ کا نام کلمہ طیبہ۔ دوسرے کا نام کلمہ شہادت۔ تیسرے کا کلمہ تمجید۔ چوتھے کا توحید۔ پانچویں کا استغفار۔ چھٹے کا رد کفر و شرک انصاف سے کہیئے یہ چھ کلمے کس زمانہ کی پیداوار ہیں جب کہ خیر القرون میں ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔

بدعت نماز ہمارے اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے اور اس میں بھی کئی بدعات گھس گئی ہیں منجملہ ان کے ایک بدعت زبانی نیت بھی ہے جو نماز کا ایک رکن ہے جسے ہم سب زبان سے ادا کرتے ہیں مثلاً نیت کی ہے میں نے نماز کی وغیرہ وغیرہ یہ بھی بدعت ہے فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے کہ زبان سے کہنے کا ثبوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی طرح نہیں ہوا نہ حدیث صحیح سے اور نہ ضعیف سے اور نہ اس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین سے ہے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنا منقول ہے کہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو تکبیر کہی بس (نیت) زبانی کہنا بدعت ہے (عین الہدایہ صد ۳۲۴ ج ۱ کتاب الصلوۃ میں ہے کہ وضو کی دو سنتوں کے

کے بعد نفل دوگانہ پڑھنا بدعت ہے۔

بدعات المسجد

مسجد نبوی کھجوروں کے تنوں اور پتوں سے تیار کی گئی ایسے ہی پکا فرش نہ تھا بلکہ صاف زمین پر نماز ادا کی جاتی تھی لیکن اب یہ حالت ہے کہ مسجد کو مسلمانوں نے سراسر بدعت بنا دیا مثلاً ۱۔ پکی مسجدیں ۲۔ سیمنٹ، ۳۔ چونا گچ ۴۔ نقش و نگار کا کیا کہنا کہ سونا چاندی اور مختلف رنگوں سے بھر لوپر کہ دور زمانہ کی دلہن بھی دیکھ کر رشک کرتی ہے۔ اسی لیے بعض مساجد کو دیکھ کر بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد مبارکہ مٹی پر نماز پڑھی جاتی اب بھی فضیلت اسی میں ہے کہ سجدہ اور زمین کے درمیان کوئی شے حائل نہ ہو لیکن دور رسالت کے بعد کیا ہو گیا جیسے گزرا کچے فرش۔ سیمنٹ۔ چپس۔ سنگ مرمر۔ دیگر نرم اور بہترین قسم کے پتھر۔ چٹائیاں۔ دریاں۔ قیمتی کلین۔ غالیچے اسی طرح نرم اور بہترین قسم کی اشیاء۔

بدعت محراب

مسجدوں کے درمیان کے طرے محراب بھی بدعت ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ اپنے رسالہ اعلام الاریب بحدوث بدعۃ المحاریب میں لکھتے ہیں کہ یہ محراب نہ حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں تھے اور نہ ہی خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں بلکہ ان کے زمانہ کے بعد دوسری صدی ہجری کے آغاز میں ان کا رواج ہوا اور ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ باوجود یکہ مساجد میں محراب بنانے کی مخالفت احادیث سے ثابت ہے بلکہ یہ محراب تو نصاریٰ کے گرجوں کے مشابہ ہیں اور احادیث مبارکہ میں انہیں

علامات قیامت سے بتایا گیا ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "تحفۃ الاریب فی بدعۃ المحاریب" میں پڑھیے۔

مسجد شعار اسلام ہے یہاں تک کہ جہاں اسلام ہے وہاں مسجد ضروری ہے اس میں ہزاروں بدعات کو گوارہ کر لیا گیا ہے تو دیگر مسائل جو حضور علیہ السلام اور اولیاء کرام سے متعلق ہے انہیں بھی گوارہ کر لیا جائے لیکن جنہیں یہ بدعات گوارہ ہیں اور میلاد شریف و گیارہویں شریف گوارا نہیں اس سے سمجھ لیں کہ ان کے دل میں ہے کوئی کالا کالا۔

مسجد کی بدعات سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر

جو لوگ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم وہی کام کریں گے جو زمانہ حضور علیہ السلام میں تھا تو انہیں چاہیے کہ اپنی مسجد کو اسی زمانہ کے مطابق بنائیں۔ مسجد نبوی کا حال ملاحظہ ہو۔ حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے جس چیز کی فکر فرمائی وہ یہ تھی کہ ایک مسجد تعمیر کی جائے آپ کی اونٹنی جس جگہ جا کر ٹھہری تھی۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق وہاں مسلمان پہلے سے نماز کے لیے جمع ہوا کرتے تھے۔ اسعد بن زرارہ وہاں جماعت کراتے تھے اور جمعہ بھی وہاں ہوتا تھا یہ دو یتیموں سہل اور سہیل کی زمین تھی جو حضرت اسعد بن زرارہ کی سرپرستی میں تھے یہی بخاری میں حضرت عروہ بن زبیر اور سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحاق کی روایت میں حضرت معاذ بن عفراء کو ان کا سرپرست بیان کیا گیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ دونوں حضرات ان کے سرپرست تھے۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ بن زبیر کی روایت ہے اور سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کی روایت بھی یہی ہے کہ اس زمین میں کھجور کے درخت تھے کچھ زیر کاشت زمین تھی اور بعض روایتوں میں ہے کچھ خرابے کی زمین) تھی اور کچھ مشرکین کی پرانی قبریں تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ بن زبیر کی

کی روایت ہے کہ حضور نے ان لڑکوں سے زمین کی قیمت کے متعلق بات کی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اسے ہبہ کیے دیتے ہیں مگر آپ نے ہبہ قبول نہ فرمایا اور اسے قیمۃً خریدا۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت امام زہری سے یہ ہے کہ حضور نے اسے دس دینار میں خریدا۔ واقدی سے ابن سعد کی روایت بھی یہی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ قیمت حضرت ابو بکر صدیق نے ادا کی۔ فتوح البلدان میں بلاذری نے بھی یہی لکھا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء نے عرض کیا آپ یہاں مسجد بنالیں میں ان بچوں کو راضی کر لوں گا (اس میں یہ واضح نہیں ہے کہ انہوں نے بچوں کو خود قیمت دے کر راضی کرنا چاہا تھا یا حضور سے قیمت قبول کر کے آپکے ہاتھ فروخت کرنے پر راضی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔

بخاری اور ابو داؤد میں حضرت انس کی روایت ہے کہ حضور نے بنی نجار کو کہلا بھیجا کہ مجھ سے اپنے اس باغ^ل^ کی قیمت طے کر لو۔ انہوں نے کہا ہم اللہ کے سوا اس کی قیمت کسی سے نہیں چاہتے۔ اس روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ زمین قیمتاً خریدی گئی یا ہبہ قبول کر لیا گیا لیکن دوسری تمام روایتیں اس پر متفق ہیں کہ مسجد نبوی کی زمین بلا قیمت نہیں لی گئی تھی۔

زمین حاصل کرنے کے بعد اس زمین کو صاف کیا گیا۔ خرابے کو ہموار کیا گیا، قبریں اکھاڑ دی گئیں کھجور کے درخت کاٹ کر ان کے تنوں سے مسجد کے لیے ستون بنا لیے گئے کھجور کے پتوں کی چھت ڈال لی گئی کچی اینٹوں اور گارے سے دیواریں تعمیر کر لی گئیں اور خالی زمین کا فرش رہنے دیا گیا بعد میں جب بارش سے کیچڑ ہونے لگی تو کچے فرش

ل اصل میں لفظ حائط استعمال ہوا ہے جو ایسے باغ کے لیے بولا جاتا ہے جس کے گرد چاردیواری ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین پہلے ایک باغ تھی پھر باغ اجڑ گیا اور مختلف کاموں کے لیے استعمال ہونے لگی جیسا کہ اوپر نقل کردہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔

پر کنکریاں بچھا دی گئیں اور جب کھجور کے پتوں کی چھت کے نیچے گرمی ستانے لگی تو اوپر گارے کی لپائی کرا دی گئی بخاری میں حضرت عائشہؓ اور عروہ بن زبیر اور ابو داؤد میں حضرت انسؓ اور سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ مسجد کی اس تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی سب کے ساتھ اینٹیں اور گارا ڈھونے کا کام کیا۔

(ترجمان القرآن اور سیرت)

تفصیل کے بعد

برادران اسلام یہ مسجد نبوی کا اصل چہرہ جسے فقیر نے وہابیوں دیوبندیوں کے مسٹر مودودی کے قلم سے پیش کیا لیکن اس جیسی مسجد آج خود مسجد نبوی بھی نہیں رہی چہ جائیکہ دوسری مساجد۔ خلاصہ یہ کہ مسجد نبوی کچی اور کھجور کی لکڑی اور اس کے پتوں سے تیار کی گئی جس کی نہ محراب نہ مینار نہ ہی پکا فرش نہ چار دیواری اور نہ ہی اس پر چٹائی نہ قالین اور نہ دیگر نقش و نگار وغیرہ اور نہ محراب کا نشان۔ لیکن آج کل خود مسجد نبوی کی زیارت نصیب ہو تو دیکھئے کتنی اور کیسے تبدیلی ہوئی ہے اور یہ تمام تبدیلی میں بدعت ہی بدعت ہے۔

بالخصوص مسجد نبوی ایک نہیں تین محراب نمایاں ہیں ایسے ہی ہر علاقہ کی وہ مسجد ہی نہیں سمجھی جاتی جس میں محراب نہ ہو یہ بدعات ختم کر ڈالیں تب ہم مانیں کہ یہ دین کے عاشق ہیں لیکن انہیں دشمنی ہے تو صلوٰۃ و سلام اور میلاد شریف اور گیارہویں سے۔ مزید تحقیق فقیر کی تصنیف "تزئین المعابد ببدعات المساجد" میں پڑھئے۔

بدعت اذان

سپیکر لگانا پھر اس میں اذان اور مسجد میں سپیکر پر اذان تو مکروہ تحریمی ہے) لیکن یہ بدعات ہضم ہو رہی ہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہاں اذان سے پہلے یا بعد کو درود سلام پر دنگا فساد۔ جھگڑا لڑائی بدعات کے ڈونگر برسائے جا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام عند الاذان میں دیکھئے۔

ایسے ہی وضو کی ہیئت کذائیہ کو دیکھئے کہ کتنا تبدیل ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوزے سے ڈول بھروا کر مٹی وغیرہ کے لوٹے سے وضو کریں لیکن آج پانی ٹینکی کا سقایہ وغیرہ اور پھر اس کے کئی مختلف طریقے لیکن مجال ہے کہ کبھی کسی نے بدعت کا فتویٰ لگایا ہاں مسجد پر یا محمد۔ یا رسول اللہ لکھوانے پر مقدمہ بازی۔ شرارت۔ دنگا فساد جھگڑا۔ بدعت۔ حرام۔ شرک۔ یہ کیوں صرف اسی لیے کہ زبان سے بدعت کا خطرہ باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت کا مظاہرہ یا تحریک وہابیت

بدعات دعائے اذان مولوی قطب الدین دہلوی نے لکھا کہ اس دعا میں لوگوں نے جو الفاظ بڑھا دیئے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) الدرجة الرفيعه

(۲) ورزقنا شفاعة يوم القيامة

(۳) يا ارحم الراحمين

یہ الفاظ کتب احادیث میں نہیں ہیں (مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۲۶) لیکن جائز ہیں اور ہم سب صدیوں سے پڑھتے چلے آرہے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں اور نہ ہی یہ شرعی اصول ہے کہ جو امر احادیث مبارکہ کے صریح الفاظ سے ثابت نہ ہو وہ سرے سے ناجائز ہے وہ امر سنت نہ سہی تو کم از کم مستحب و مباح تو ہے۔

بدعات نماز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنجگانہ نماز مبارک کو ہر مسلمان جانتا ہے لیکن اب بدعات کی بھرمار ہے مثلاً

۱۔ موذن و امام بانخواہ مقرر کرنا۔

۲۔ تنخواہ دینا لینا۔

۳۔ مقرر وقت بمطابق گھڑی اذان دینا۔

۴۔ بمطابق گھڑی موسم سرما و گرما ٹائم پر نماز باجماعت پڑھنا پڑھانا ایک دو منٹ کی سستی و غفلت پر امام کو ملامت کرنا عادی مجرم بن جائے تو ملازمت سے برخاست۔

۵۔ زبان سے نماز کی نیت کرنا۔

۶۔ بعد فراغت امام کی دعا پر آمین آمین کہتے رہنا

۷۔ سنن و نوافل گھر میں جاکر پڑھنے کے بجائے مسجد میں عادت بنا ڈالنا۔

۸۔ ظہر و مغرب و عشاء کی دو سنتوں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنا۔

۹۔ حضرت عمر نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے عہد میں نہ تھا وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں

نعمت البدعة هذا (کیا ہی اچھا یہ نیا کام ہے)

۱۰۔ التحیات میں اشهد ان محمداً سے پہلے اور درود ابراہیمی میں بحالت نماز حضور علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسماء گرامی سے پہلے سیدنا پڑھنا مستحب ہے (شامی وغیرہ) اس کی مزید تحقیق آئے گی (ان شاء اللہ)

نجدی بدعت نماز کے قومہ میں ہاتھ باندھ لینا اسے جائز ثابت کرنے کے لیے رسائل شائع ہو رہے ہیں فقیر کے پاس بھی ایک رسالہ موجود ہے۔ نماز کے بعد امام مسجد کا دعا کرنا اور مقتدیوں کا آمین آمین پکارنا بدعت ہے۔

اما این دعا کہ ائمہ مساجد بعد از نماز دعا میکنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانچہ الآن در دیار عرب و عجم متعارف است پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را

بنود و در ہیچ باب صحیح حدیث ثابت شدہ بدعتے مستحوات

(شرح صراط مستقیم للشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ یعنی یہ دعا جو ائمہ مساجد نماز کے بعد مانگتے ہیں اس پر مقتدی صرف آمین آمین پکارتے رہتے ہیں جیسا کہ یہ طریقہ عرب و عجم عام ہے حضور علیہ السلام کا یہ طریقہ ہرگز نہیں نہ ہی کسی صحیح حدیث شریف ایسا ثابت ہے تو یہ بھی بدعت نہ ہے۔

تحقیق نیّت نماز

نماز کی زبان سے نیّت کرنا بدعت اور ساتویں صدی کی پیداوار ہے جیسے مخالفین کہتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام اور میلاد وغیرہ فلاں صدی کی پیداوار ہے۔

فتح القدیر صـ۲۲۲ ج ۱ میں ہے کہ قال بعض الحفاظ لم یثبت عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بطریق صحیح و لا ضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من الصلوٰۃ کبرو ھذہٖ بدعۃ بلکہ تجنیس میں لکھا ہے کہ و النیۃ بالقلب لانہ عملہ و التکلم لا معتبر بہ ھدایہ میں ہے او الذکر باللسان فلا معتبر بہ وفی القنیۃ انہ بدعۃ،، بحر الرائق صـ۲۷۰ ج ۱ فی شرح المنیہ انہ لم ینقل عن الائمۃ الاربعۃ۔ ایضاً

جملہ کتب فقہ و احادیث اور ان کے شروح میں ایسے ہی لکھا ہے اور جملہ دیوبندیوں وہابیوں کو اس کا اعتراف بھی ہے کہ واقعی زبان سے نیت کرنا بدعت ہے لیکن کرتے بھی ہیں۔ پھر ان سے کون پوچھے کہ حضرات یہ بدعت ہے تو عمل کیوں اور اہلسنت اگر کسی بدعت حسنہ پر عمل کریں تو انکار کیا اسی لیے وہابی

غیر مقلدین چینخے ان کا ایک مولوی لکھتا ہے۔ جو لوگ سنت رسول کی نیّت باندھتے ہیں یہ ایک بڑی زبردست بدعت عرب و عجم میں پھیل رہی ہے

(فتاوی ستاریہ صـ۱۲۹)

دعائے قنوت فی صلوٰۃ الفجر بدعت ہے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اشھد انی سمعت ابن عباس یقول ان القنوت فی الصلوٰۃ الفجر بدعۃ (دار قطنی) میں گواہی دیتا ہوں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا کہ فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا بدعت ہے۔

نوٹ:۔ ہمارا سوال ہے کہ صدیوں بعد پیدا ہونے والی بدعت گوارہ ہے تو میلاد شریف عرس و دیگر معمولات کیوں گوارہ نہیں یہ راز بستہ وہابی تحریک کو معلوم ہے۔

بدعات جمعہ وعیدین

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جمعہ وعیدین سب کو معلوم ہے لیکن بدعات کا عالم ملاحظہ

۱۔ رؤیت ہلال ایک کمیٹی کے ذریعے اعلان ہو۔
۲۔ عید الفطر میں کچھ دیر ہو لیکن عید الاضحیٰ بہت جلدی۔
۳۔ عیدین کے اوقات ایسے ہی جمعہ کا وقت پہلے سے مقرر ہو۔
۴۔ خطبہ سے پہلے وعظ و تقریر۔
۵۔ سپیکر سامنے رکھ کر سپیکر میں خطبہ پڑھنا۔
۶۔ خطبۂ عیدین کے اختتام پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنا۔
۷۔ امام صاحب نقد دینا یا لنگی یا پگڑی بندھوانا؟
۸۔ امام صاحب کا بعد شکریہ قبول فرمانا۔

۹- مبارکباد کے آوازے کسنا؟

۱۰- گلے لگنا وغیرہ وغیرہ۔

۱۱- جمعہ کی پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شروع کی جبکہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائی دور تک ایک اذان ہوتی تھی خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خطبات جمعہ میں لعنت کے الفاظ داخل کرلیے تھے اہل سنت نے ان کے مقابلے میں ذیل کی آیت پڑھنی شروع کی جو بعد میں خارجیوں کے زور ٹوٹنے پر لعنت کے الفاظ نکال دیئے گئے اور آیت ذیل بدستور پڑھی جانے لگی۔ وہ آیت ان اللہ یامر بالعدل الآیہ پ۱۴ سورۃ النحل ہے

ف: امام سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب "الوسائل الی معرفۃ الاوائل" میں لکھا ہے کہ خطبہ میں اس آیت کو سب سے پہلے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے شروع فرمایا اور بحمدہ تعالٰی تاحال خطبات میں یہ آیت پڑھی جارہی ہے۔

ف: حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آغاز ۹۹ھ کو ہوا ان کی خلافت کا کل زمانہ دو سال پانچ ماہ ہے۔ اور بالاتفاق حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پہلی صدی کے مجدد برحق ہیں۔

(روح البیان ص پ۱۴)

اس کا نتیجہ نکلا کہ بدعت حسنہ اہل حق کے ہاں رائج رہی اور تاقیامت اہل حق میں ہی رائج رہے گی۔ انشاء اللہ تعالٰی۔ لیکن بعض لوگ بدعت حسنہ کو بدعت سیئہ کا درجہ دے کر عوام کو بہکاتے رہیں۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے آخر میں سورہ ق پڑھا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ میں سورہ اذا الشمس کورت تا ما احضرت

پڑھتے تھے اور حضرت عثمان بن عثمان رضی اللہ عنہ سورہ النساء کی آخری آیت یستفتونک الخ پڑھتے تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ سورہ کافرون واخلاص پڑھا کرتے تھے (ذکرہ ابن الصلاح)

دیوبندی وہابی کو تنبیہ از صاحب روح البیان

فقیر (حقی) کہتا ہے کہ غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر خلیفہ رابع سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک کیسے کیسے اطوار بدلے جیسے زمانہ بدلتا دیکھا ویسے ہی الفاظ بدلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض احکام تبدل زمان سے بدلتے رہیں۔

اسی لیے فقہاء کرام نے قاعدہ بنایا۔

تتبدل الاحکام بتبدل الازمان زمانہ کے بدلنے سے بعض احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

انتباہ

اسلاف نے بعض ضروریات کے پیش نظر جمعہ عیدین وغیرہ میں خلفاء راشدین ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اضافے کیے ایسے ہی خطبات میں ان کے اسمائے گرامی پر درود وسلام کے اضافے بھی بدعت حسنہ ہیں جب کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں ایسے خطبات کے الفاظ کہاں اور یہ اضافے بھی بعض ضروریات اسلامیہ کے تحت ہوئے مثلاً خوارج۔ اور وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے والوں کی تردید کے پیش نظر اضافات کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس میں شک نہیں کہ یہ دین کے اہم مقاصد سے ہے۔ اسی لیے ان بدعات حسنہ کا ایجاد کرنا اہل حق میں سے کوئی بھی منکر نہیں۔

(وہابیوں دیوبندیوں کا انکار قابل اعتبار نہیں۔ لانہم قوم لا یعقلون)

بدعت سیئہ

بعض لوگ عوام کو پھنساتے ہیں کہ ہر نیا مثلاً اگر بدعت حسنہ ہے تو پھر بدعت سیئہ کس جانور کا نام ہے اس کی تفصیل تو فقیر اویسی کی کتاب العصمۃ عن البدعۃ میں ہے سردست صاحب روح البیان کی بتائی ہوئی بدعات سیئہ کی تفصیل سنیئے۔

۱۔ مؤذنین کا اذان میں ترجیع شہادتوں کے لیے دوبار لوٹنا جیسے وہابی کرتے ہیں۔

۲۔ ائمہ و خطباء کا خطبات لحن یعنی موسیقی کے قوانین کے پیش نظر آواز نکالنا کہ جس سے معنے غلط ہو جائے یا فاسد (ایسے ہی حفاظ کا قرآن مجید پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

قواعد موسیقی کے مطابق خطبہ، قرآن مجید پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ الفاظ و حروف میں معمولے سے معمولی بھی تغیر و تبدل نہ ہو بلکہ شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر ان قواعد موسیقی سے بہتر آواز کے ساتھ بلا تبدل و تغیر حروف و الفاظ قرآن مجید پڑھنے سے نفس پر گہرا اثر پڑتا ہے جو اس کی رقت میں مدد ملتی ہے تو کوئی حرج نہیں جیسے اچھی (حسین) صورت دیکھنے سے مخصوص دینی فائدہ ہو تو جائز ہے ایک فائدہ یہ ہے کہ حسین چہرہ دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

لیکن یہ جواز صرف اور صرف شیخ اکبر قدس سرہٗ جیسے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ تک محدود ہو سکتا ہے ورنہ ہمارے جیسے تو صرف آڑ بنا کر ہی نفس کو خوش کریں گے اسی آڑ نے ہمارے دور میں سلسلہ قدسیہ چشتیہ کے منسلکین کے اکثر حضرات کو دھوکہ دیا ہے۔

ایک اور بدعت حسنہ خطبہ میں

آیت ان اللہ وملئکۃ سب سے پہلے مہدی عباسی خلیفہ نے پڑھی ہوتا حال یہ بدعت رائج ہے ہاں طویل خطبات میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے ورنہ جو لوگ اختصار کو مد نظر رکھتے ہیں وہ آیت ہذا کو نہیں پڑھتے۔

صاحب روح البیان کے دور میں اور ممکن ہے کہ اب بھی کہیں پڑھی جاتی ہو یعنی آیت ہذا خطیب کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے مؤذن اس آیت کو پڑھتے تھے (یہ بھی بدعت حسنہ میں شمار ہوگی) اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ یہ خطیب کے خطبہ سے پہلے پڑھی جائے یہی حضرت شیخ وفا قدس سرہٗ کا مختار مذہب ہے۔ یہ بھی بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ۔

عیدگاہ میں منبر بنانا بدعت

عیدگاہ میں منبر بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں قسطلانی مواہب لدنیہ میں روایت کرتے ہیں کہ ابن خزیمہ سے خطب علیہ الصلوٰۃ والسلام یوم عید علی رجلیہ وہذا یشعر بانہ لم یکن فی المصلی فی زمانہ علیہ السلام منبر و وقع فی المدونۃ للامام مالک ان اول من خطب الناس فی المصلی علی منبر عثمان ابن عفان پس جبکہ حضرت نے عید کا خطبہ نہ پڑھا عیدگاہ میں منبر پر پھر خلیفہ اول و دوم نے بھی نہ پڑھا حضرت عثمانؓ کے دورہ میں منبر اینٹ اور مٹی سے کثیر ابن صلت نے تیار کیا اور حضرت عثمان نے خطبہ عید کا اس پر پڑھا پس چاہئے کہ منکرین منبر عیدگاہ کو بھی اڑا دیں اور چاہئے تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم انکار فرماتے کیونکہ اس حیثیت سے منبر عیدگاہ آپ کے عہد ہدایت میں نہ تھا۔

شہر میں دو عیدیں و جمعہ بدعت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر سیدنا علی المرتضیٰ کے دور پاک تک شہر میں صرف ایک جمعہ و عید پڑھی جاتی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شہر میں دو جگہ جمعہ پڑھنے کو رائج فرمایا اور اب تو یہ رواج اتنا بڑھا کہ ایک شہر میں درجنوں پڑھی جا رہی ہیں۔

بدعت زکوٰۃ زکوٰۃ کی ادائیگی پر تصویر والے نوٹ یا کوئی رائج الوقت سکے دینا بدعت ہے جب کہ زمانۂ اقدس میں ان کا تصور تک نہ تھا۔

بدعت روزہ زمانۂ اقدس میں روزے کی نیت دل سے کی جاتی اس کے لیے کوئی خاص دعائیں مخصوص نہیں لیکن ہم روزہ کی سحری کھانے سے پہلے اللھم بالصوم لك غداً نویت اور افطار کے وقت پڑھتے ہیں اللھم لك صمت وبك آمنت وعلی رزقك افطرت ایسی دعائیں مانگنا بدعت ہے

بدعت حج ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے اس میں بھی بہت سی بدعتیں ہیں ہم اس کی تفصیل کے درپے نہیں ہوتے صرف چند ایک بطور نمونہ عرض کئے دیتے ہیں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمانۂ اقدس میں پیدل یا زیادہ سے زیادہ اونٹ وغیرہ پر حج کا سفر کیا جاتا لیکن آج پیدل اور اونٹ کی سواری کہاں بلکہ ریل گاڑی لاری بس موٹر ہوائی جہاز اور بحری جہاز کے ذریعہ حج ہو رہا ہے یہ تمام سواریاں بدعت ہیں زمانۂ اقدس میں ان کا وہم و گمان بھی کسی کو نہ تھا۔

بکثرت عمرے طواف بدعت مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے اس پر ایک رسالہ لکھا اختیار المختار فی تکثیر الطواف والاعتماد جس میں ثابت کیا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس اور صحابہ وتابعین کے دور میں طواف و عمرے بکثرت نہیں کئے جاتے تھے لیکن جائز ہیں ان کی کثرت پر ثواب ملتا ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ بہت بڑا ثواب ملتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بدعت پر ثواب

کیسا۔

رجعتہ قہقہری بدعت بعد طواف کعبہ شریف کو پیٹھ نہ کرنا بلکہ الٹے پاؤں چل کر کسی دروازے سے باہر نکل جانا بدعت ہے یعنی بعض لوگ کعبہ معظمہ کی تعظیم کو پیش نظر الٹے پاؤں باہر نکل جاتے ہیں خیر القرون میں یہ طریقہ نہ تھا لیکن ایسا کرنا ثواب ہے۔

(شامی کتاب الحج)

تحقیق رجعت قہقہری طواف رخصت میں الٹے پاؤں پھرنا فتاوی اور متون و شروح کتب مثلاً شامی ص۲۱۲ ج ۵ میں یہ مسئلہ مندرج ہے کہ حاجی رخصت کا طواف کرے تو دعا کرے اور روئے اور الٹے پاؤں پیچھے پھرے حالانکہ یہ الٹے پاؤں پھرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ذکر کیا اس کو فقہ شامی نے لکھا کہ بعد طواف الوداع یرجع القہقری حتی یخرج من المسجد اجلا لا للبیت بدعۃ (باب الحج)

اور علامہ زیلعی نے اس الٹے پاؤں پلٹنے کی دلیل یہ بیان کی ہے والعادۃ جاریۃ فی تعظیم الاکابر والمنکر لذالک مکابر یعنی جب علامہ زیلعی حنفی کو دلیل اس فعل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملی تو یہ کہا کہ عادت جاری ہے تعظیم میں کہ بزرگوں کے سامنے سے پشت دے کر پھرتے پس بیت اللہ سے رخصت ہونے میں پیٹھ دے کر نہ پھرنا چاہیئے جو اس کا انکار کرے وہ بوجہ لڑنے والا جھگڑالو ہے اور حضرت علامہ طرابلسی نے فرمایا" قد فعلہ الاصحاب یعنی اصحاب مذھبنا اسی لئے اصحاب مذہب کے فعل کا اتباع کر کے اسی طرح فقہائے احناف حکم دیتے ہیں۔

ایام تشریق کے دوران بازاروں میں زور زور سے اللہ اکبر کے نعرے بدعت

در مختار باب صلوٰۃ العیدین بحث تکبیر تشریق میں ہے۔ ولا یمنع العامۃ من التکبیر فی الاسواق فی الایام العشر وبہ ناخذ بقر عید کے دس دنوں میں عام مسلمانوں کو بازاروں میں نعرۂ تکبیر کہنے سے نہ روکو اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں غالباً اس زمانہ میں عوام عید کے دنوں میں بازاروں میں نعرۂ تکبیر لگاتے ہوں گے یہ اگرچہ بدعت ہے مگر فرمایا کہ اس سے منع نہ کرو اسی عبارت کے ماتحت شامی میں ہے۔ قیل لابی حنیفۃ ینبغی لاھل الکوفۃ وغیرھا من یکبروا ایام العشر فی الاسواق والمسجد قال نعم قال الفقیہ ابو جعفر والذی عندی انہٗ لا ینبغی ان تمنع العامۃ عنہ لقلۃ رغبتھم فی الخیر وبہ ناخذ فافاد ان فعلہٗ اولی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا کوفہ وغیرہ کے لوگوں کو یہ مستحب ہے کہ عشرہ ذی الحجہ میں بازاروں اور مسجدوں میں تکبیر کہیں فرمایا کہ ہاں امام ابو جعفر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ عوام کو اس تکبیر سے نہ روکا جائے کیونکہ وہ پہلے ہی سے کار خیر میں کم رغبت رکھتے ہیں۔ اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ بازاروں کی تکبیریں مستحب ہیں لیکن یہ طریقہ ان کے دور میں تھا ہمارے ہاں نہیں ہے۔

تلبیہ میں بالجہر صلوٰۃ والسلام

کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی کتاب الصلوٰۃ علی النبی میں ہے۔ یستحب لقاری الحدیث وغیرہٖ ممن فی معناہ اذا ذکر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ان یرفع صوتہٖ الصلوٰۃ علیہٖ و التسلیم بہٖ وقد نص العلماء من اصحابنا وغیرھم علی انہ یستحب ان یرفع صوتہٖ بالصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التلبیہ یعنی حدیث شریف پڑھنے والوں وغیرہم کو چاہیئے کہ جب حضور کا ذکر ہو تو بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھیں ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ تلبیہ میں حضور پر بلند آواز سے درود پڑھے۔

بدعات درود

قرآن مجید میں حکم ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیما" اور درود ابراہیمی شریف بھی نماز کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جواب میں یہی فرمایا۔ عام حکم ہو تو اس میں صلوا پر تو عمل ہے وسلموا تسلیما" پر نہیں کیوں کہ درود ابراہیمی میں لفظ سلام نہیں۔ اس کے باوجود ہم اسے درود شریف کے صیغوں میں مانتے ہیں پھر صحابہ کرام سے مخصوص صیغے بہت کم منقول ہیں خیر القرون کے بعد ہزاروں بلکہ بے شمار درود وسلام کے صیغے پڑھے جا رہے ہیں اور وہ سب کے سب مقبول اور مستحسن ہیں ان صیغوں میں سوائے چند درودوں کے تمام پر جواز کا اتفاق ہے اور چند درودوں (مثلاً درود تاج۔ دلائل الخیرات۔ درود لکھی۔ درود ہزارہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ سے بھی مخالفین نے اس لیے اختلاف کیا کہ ان درودوں سے نجدی ناراض ہے ورنہ بہت سے درودوں کے صیغے بدعت ہیں لیکن جائز۔ مثلاً ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کے بعد پڑھتے ہیں" صلی اللہ علیہ وسلم یہ صیغہ بدعت ہے لیکن سب کے نزدیک جائز (لطیفہ) استاذی المعظم محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد رحمہ اللہ کو ایک وہابی نے کہا کہ درود تاج وغیرہ بدعت ہے فلہذا ناجائز ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی حدیث

شریف دلیل کے طور پڑھتے اس نے کہا قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم درود ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے وہ ہکابکا ہوا فرمایا کہ اگر درود کے صیغوں میں یہ صیغہ جائز ہے تو باقی صیغے جائز ہیں۔

سیدنا و مولانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی اور درود شریف میں پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحن اگرچہ غیر مقلدین منکر ہیں ان کے رد میں مودودی نے ایک طویل تردید لکھی ہے جسے ان شاء اللہ فقیر آگے چل کر لکھے گا۔

درود میں اصحاب کو ملانا بدعت صاحب نبراس رحمہ اللہ نے لکھا کہ ان الشیعۃ زعموا ان ذکر الاصحاب فی الصلوٰۃ بدعۃ لم ینقل عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و الجواب عندی بوجہین احدھما انہم من الاول علے بمذھب المختار ولکن لما شاع فی العامۃ تفسیر الال اھل البیت والاولاد وظھر من الشیعۃ سب الصحابۃ صرح اھل السنۃ بذکرھم علی التخصیص بعد التعمیم اظہاراً للحق۔

(شرح عقائد ص۱)

شیعوں کا خیال ہے کہ صلوٰۃ میں صحابہ کا ذکر بدعت ہے اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ وہ بھی آل ہیں اور آل درود صلوٰۃ میں منصوص ہے لیکن چونکہ عوام کا ذہن آل سے صرف گھر والے اور اولاد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور شیعہ نے صحابہ کو گالی دینی شروع کر دیں اسی لیے تعمیم کے بعد تخصیص کی ضرورت محسوس ہوئی تو اصحاب کی تصریح کر دی گئی۔

بدعت القرآن قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام ہے جس طرح اور جس صورت میں آج ہمارے پاس ہے حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں نہ تھا مثلاً

۱۔ مجموعہ۔

۲۔ تیس پاروں پر منقسم۔

۳۔ اعراب۔

۴۔ نقطوں سے مزین و دیگر بہت سی باتیں نہ تھیں جس کی تفصیل یہ ہے۔

جب آیات نازل ہوتیں صحابہ کے سینوں میں محفوظ اور پڑھے لکھے لوگ پتھر، ہاں پاک ہڈیاں اور درختوں کے پتوں اور لکڑیوں کے تختوں اور سفید کپڑوں پر لکھ لیتے اور وہ بھی کوئی کہیں کوئی کہیں۔

آغاز بدعت ۱۔ سیدنا ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما و دیگر صحابہ کرام بشمول اہلبیت عظام ایک مجموعہ میں جمع کیا۔

۲۔ مختلف قرأت کو صرف ایک قرأۃ قریش میں عثمان غنی نے مجمع صحابہ عظام اور اہلبیت کرام کے سامنے جمع کیا اسی لیے انہیں جامع القرآن کہا جاتا ہے۔

۳۔ قرآن کی یہی ۱۱۴ (الحمد تا والناس) اعراب اور نقطوں سے خالی تھا جسے اہل زبان (عرب) کے لیے پڑھنا تو آسان تھا لیکن عجمیوں کیلئے مشکل تھا۔ اسی لیے اس پر اعراب اور نقطوں کا اہتمام کیا گیا اس کے بعد ہزاروں بدعات بلکہ لاکھوں سے آگے ایسی بدعات کا ارتکاب کیا گیا جنہیں پڑھ سن کر عقل دنگ ہو جاتی ہے کہ "کل بدعۃ ضلالۃ" کا قانون اگر عام رکھا جائے تو آج ہم صحیح طریقہ سے قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے، فقیر نے تفصیل ایک کتاب بدعات

"القرآن" میں لکھی ہے یہاں چند موٹی موٹی بدعات کا عرض کردوں۔

جمع وکتابت القرآن

نزول قرآن مجید کے وقت عرب میں کاغذ کا رواج نہ تھا لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے نازل شدہ آیات کھجور کی شاخ، سفید پتھر کے ٹکڑے، انجیر اور اونٹ کے شانے کی ہڈیوں، درختوں کی چھال جانوروں کی کھال کی جھلی اور چمڑے کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھ لی جاتی تھیں اور سینوں میں ایسے ہی محفوظ ہو جاتا تھا۔

"تاتکمیل نزول القرآن" اس طرح مکمل قرآن کریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارک میں لکھا گیا جسے بعد میں صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے ترتیب دے کر منظر عام پر لایا جس کی تفصیل ہم نے احسن البیان میں عرض کر دی ہے۔ جن لوگوں کے نزدیک بدعت کی یہ تعریف ہے کہ جو فعل و قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے ان کے نزدیک نہ وجود القرآن بدعت ہونی چاہیے۔

نقطے اور اعراب

ابتداً خط عربی میں نہ نقطے تھے نہ حرکات عربوں کو تو اس سے کوئی دقت نہ تھی لیکن عجمیوں کو تکلیف تھی جس طرح ہم اردو کا شکستہ خط آسانی سے پڑھ سکتے ہیں لیکن غیر قوم یا غیر زبان کا آدمی مشکل سے پڑھ سکتا ہے عبدالملک بن مروان اموی کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں قرآن کریم پر (زیر زبر پیش اور نقطے وغیرہ) لکھوائے اور ہر پارہ کو ثلث، نصف ربع وغیرہ میں تقسیم کیا۔ بنو امیہ کے عہد میں مشرق وسطیٰ کا وائسرائے اور گورنر تھا۔ اور شمشیر وسنان کا دھنی ہونے کے ساتھ حافظ علوم و معارف کے بہرۂ وافر کا مالک تھا لیکن ظلم کرنے میں اپنا ثانی آپ تھا۔

- حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔
- اول من فعل ذالک ابو الاسود الدؤلی بامر عبدالملک

بن مروان وقیل الحسن البصری و یحیی ابن یعمر وقیل نصر بن عاصم اللیثی (الاتقان) سب سے پہلے اعراب کا کام ابو الاسود دؤلی نے بحکم عبدالملک بن مروان نے سرانجام دیا بعض نے کہا کہ یہ کام حضرت حسن بصری اور یحیی بن یعمر نے سرانجام دیا بعض نے کہا نصر بن عاصم اللیثی نے۔

ابتداء اعراب

جب والی عراق یعنی عبدالملک کا حکم ابو الاسود کو ملا تو اس نے فتح کے لیے حرف کے ایک اوپر نقطہ اور کسرہ کے لیے نیچے ایک نقطہ اور ضمہ کے لیے حرف کی آخری جانب پر نقطہ اور کسرہ اور تنوین کے لیے دو نقطے "بن" کے مثلاً زبر کے لیے ـً اور زیر ـٍ پیش کے لیے ـٌ تنوین پڑے۔

درس عبرت

اگر صرف اس بدعت کے مجموعہ کو دیکھا جائے تو ہزاروں بدعت کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لیے کہ علماء کرام و حفاظ قرآن فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں اعراب مع شدات و مدات اور نقطوں کی تعداد یوں ہے۔

زبر	۵۳۲۲۳	پیش	۸۸۰۴	تشدید	۱۲۷۴	کل میزان ۲۱۰۳۳۸
زیر	۳۹۵۸۲	مد	۱۷۷۱	نقطے	۱۰۵۶۸۴	

اس تقریر پر دو لاکھ دس ہزار تین سو اڑتیس بدعات کا ارتکاب لازم آیا افسوس ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو ایک ظالم حجاج کی اتنا کثیر التعداد بدعات ہضم ہو گئیں لیکن میلاد اور صلوٰۃ والسلام و دیگر امور خیر میں بدعت کے ہیضے میں مبتلا ہو گئے۔

ڈبل بدعت

صرف نقطوں سے اعراب کی ضرورت پوری نہ ہو سکی ابو عبدالرحمٰن خلیل کے زمانہ میں اس صنعت وحرفت کو ترقی ہوئی اور فتحہ کے لیے حرف کے اوپر شکل مستطیل اور کسرہ کے لیے حرف کے نیچے اور ضمہ کے لیے چھوٹے واؤ کی شکل تجویز کی گئی اور اسی ایجاد نے ایسی ترقی اور قبولیت اختیار کی کہ اعراب کی سابق علامتیں کالعدم ہو گئیں۔ (التیسیر فی اصول التفسیر)

مکروہ لیکن ثواب

● قرآن میں یہ دوسری بدعت جاری ہوئی اور بدعت بھی ایسی کہ جس میں قرآن مجید کے ایک ایک حرف سے ثواب نصیب ہو۔ حالانکہ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صدر اول کے لوگوں نے ایسے امور کا ارتکاب کیا تو ان پر کراہت کا فتویٰ صادر کیا گیا چنانچہ فرمایا۔ کان العلماء فی الصدر الاول یرون کراھة نقطه المصحف وشکله مبالغة منهم فی المحافظة علی اداء القرآن کما سمه المصحف وهو خائف ان یؤدی ذالك الی التغیر فیه (مناہل العرفان فی اصول القرآن)[1]

● لیکن یہی مکروہ صدیوں کے بعد مستحب ہو گیا چنانچہ علامہ مرحوم لکھتے ہیں۔

● قال النووی فی کتابه التبیان ما نصه قال العلماء ویستحب نقطة المصحف وشکله فانه صیانته من اللحن فیه وتصحیفه امام نووی نے تبیان میں نص کر کے لکھا کہ علماء نے فرمایا کہ قرآن پر نقطہ وغیرہ لگانا مستحب ہے اس لیے اس سے خطاء اور تصحیف سے حفاظت ہوتی ہے۔

---

[1] ترجمہ: صدر اول میں قرآن پر نقطوں کو علماء کراہت کا فتویٰ لگاتے وہ فرماتے کہ قرآن اسی طرح ہو جیسے مصحف عثمانی میں ہے اس میں کسی قسم کی تغیر نہ ہو۔

(ف) خیر القرون کی مکروہ بتائی ہوئی یہ بدعت سب سے زیادہ دیوبندیوں اور وہابیوں کے گھروں میں پرورش پا رہی ہے۔

بیع وشراء

● قرآن مجید کی بیع وشراء سخت سے سخت حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ

● عن عمر ابن مسعود انهما کرہ بیع المصاحف وشراءها ان یستاجر علی کتابتها عمر بن مسعود نے مصاحف کی بیع وشراء کو مکروہ کہا ہے اور اس کی کتابت کی اجرت کو بھی۔

(ف) یہ بدعت دیوبندیت وغیر مقلدیت کے محلات میں اتنی بکثرت ہے کہ لشتوں سے انکا وجود بھی اسی بدعت کے رحم وکرم پر قائم ہے کیونکہ ان لوگوں کا قرآن فروشی وکتابت کا پیشہ آباؤ اجداد سے چلا آ رہا ہے۔

قیام تعظیم

● قرآن پاک کی تعظیم کے لیے اٹھنا مستحب ہے اگرچہ یہ عمل دیوبندیوں اور غیر مقلدین کی شریعت میں معمول بہ نہیں لیکن اسے فقہاء کرام نے مستحبات سے گنا ہے چنانچہ حضرت امام نووی رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

● ویستحب ان یقوم للمصحف اذا اقدم به علیه لان القیام مستحب للفضلاء من العلماء والاخیار فالمصحف اولی وقد قررت دلائل استحبات القیام فی الجزء الذی جمعة فیه لا تعظیم مصحف کے لیے قیام مستحب ہے جب لایا جائے اس لیے کہ جب طلباء وفضلاء کے لیے قیام تعظیمی جائز ہے تو قرآن تو ان سے اولیٰ ہے اس قیام کے دلائل میں نے ایک علیحدہ تصنیف جمع کئے ہیں۔

کتا نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس استحباب سے دیوبندی اور وہابی انکار کریں
گے کیونکہ جب انہیں علماء، فضلاء کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے
نہ صرف انکار بلکہ اس کے لیے۔

کل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار،
پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے لیکن چونکہ علماء ایسے قیام القرآن کو مستحب مانتے ہیں
اس لیے استحباب۔ اپنے مقام پر حق اور صحیح ہے لیکن پھر بھی بدعت ہے اس
لیے کہ،

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔
"القيام للمصحف بدعة لم تعهد فى الصدر
الاول (اتقان) صدر اول میں اس قیام تعظیمی للقرآن کا وجود نہ تھا۔
(ف) ایسے ہی صدر اول میں جس فعل کا وجود تک نہیں۔ وہ ہمارے فقہاء کے نزدیک
بدعت حسنہ ہے یعنی یہی قاعدہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان صاحب
بریلوی قدس سرہ نے بیان فرمایا۔ تو دیوبندیوں اور وہابیوں نے اتنا شور مچایا کہ گویا
اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان کو جانی نقصان پہنچایا ہے دیوبندی اور وہابی پارٹی
کو چاہیے کہ وہ فتویٰ جو اعلیٰ حضرت پر بدعتی ہونے کا لگایا ہے وہی فتویٰ امام نووی
وامام سیوطی و دیگر اسلاف پر بھی چسپاں کریں۔ ورنہ خدا کا خوف کر کے اپنے باطل
ارادوں سے تائب ہو جائیں۔

چومنا بدعت

● قرآن پاک کو چومنا مستحب ہے اس کے استحباب پر
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے دارمی شریف کی ایک حکایت
کہی ہے وہ یہ ہے۔

● وروى فى مسند الدارمى كان يضع المصحف على

وجهه ويقول كتاب ربى ط دارمی میں ہے کہ وہ قرآن
کو چہرے سے لگا کر کہتے کہ کتاب میرے رب کی ہے۔ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
تو اس کے استحباب پر عقلی نقلی دلائل بھی لکھے ہیں وہ یہ ہیں۔

● يستحب تقبيل المصحف لان عكرمة بن ابى جهل
رضى الله عنه كان يفعله بالقياس على تقبيل الحجر
ولانه هدية من الله تقبيله كما يستحب تقبيل
الولد الصغير - (فشرعة تقبيله) (اتقان)

قرآن کا چومنا مستحب ہے اس لیے عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ حجر اسود پر
قیاس کرتے اور اس لیے کہ اللہ کا بھیجا ہوا تحفہ ہے اسی لیے چومنا چاہیے اس لیے اس کا
چومنا مستحب ہوا جیسے چھوٹے بچے کا چومنا مستحب ہے۔

فائدہ: لیکن دیوبندی، وہابی پارٹی نے اس عمل کو بھی بدعت جیسے مذموم اور
مقبول جملے سے معاف نہیں کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کا مذہب ڈانواں ڈول ہے
بدعت بھی کہتے جائیں گے اور اسے شیر مادر کی طرح ہضم بھی کرتے جائیں گے ورنہ کہاں
بدعت اور کہاں استحباب!

زینۃ القرآن

● قرآن مجید کو سنگارنا اور اسے رحل وغیرہ پر رکھنا مستحب
تو ہے لیکن خیر القرون میں اس کا وجود ہرگز نہیں تھا۔ اس کے باوجود
ہم بلا انکار اس کے عامل ہیں لیکن مشکل تو دیوبندیوں اور وہابیوں کے لیے ہے کہ انہیں یہ
بدعت ایسی چپٹی ہوئی ہے جس سے جان چھڑانا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔

زر و سیم

● چاندی اور سونے سے قرآن مجید کو سنگارنا بھی جائز ہے
اگرچہ اس کا وجود خیر القرون میں نہ تھا چنانچہ حضرت علامہ سیوطی
رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

● عن الولید بن مسلم قال سألت مالکاً عن تفضیض المصاحف فاخرج الینا مصحفاً فقال حدثنی ابی عن جدی انھم اجمعوا القرآن فی عھد عثمان و انھم فضضوا المصاحف علی ھذا و نحوہ۔

ولید بن مسلم سے ہے فرمایا میں نے امام مالک سے قرآن مجید کو سونے وغیرہ سے سنگار (نقش لکھنے) کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے مجھے ایک قرآن مجید دکھایا اور فرمایا مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کیا کہ انہوں نے قرآن مجید حضرت عثمان کے زمانہ جمع کیا اور اسے سونے وغیرہ سے لکھا۔

فائدہ: لیکن اس کو تقریباً دیوبندی اور وہابی بدعت کے کھاتہ میں درج کریں گے اور اس پر ہوتا رہا اور ہو رہا ہے لیکن روکتے بھی نہیں

قراءۃ بلا فہم بدعت ہے

تلاوت قرآن تجوید سے ہو یا سادہ بلا فہم معانی بدعت ہے سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی تیسیر العزیز الحمید (صـ ۱۲۲ پر لکھا ہے کہ)

● القراء جمع قارئ وھم عند السلف الذین یقرؤن القرآن و یعرفون معانیہ اما قراءتہ من غیر فھم لمعناہ فلم یوجد فی ذالک العصر و انما حدث بعدھم من جملۃ البدع۔

● قراء قاری کی جمع ہے اسلاف کے نزدیک وہ ہیں جو قرآن کی تلاوت معنے سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کے نزدیک وہ ہیں جو قرآن کی تلاوت معنے سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کے معنیٰ سمجھے بغیر پڑھنا ان میں کوئی نہ تھا یہ بدعت بعد کو

ظاہر ہوئی۔

(ف) دورِ حاضر میں تجوید، تحفیظ و تعلیم و تدریس قرآن عام ہے لیکن سمجھ کر پڑھنا دس فی صد ہے اس فتویٰ پر نوے فی صد بدعتی ہیں اب یہ بدعت، عوام اور اہل اسلام کے نزدیک ثواب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن دیوبندیوں اور وہابیوں کو مشکل در پیش ہے کہ وہ اس کارِ خیر کے ٹھیکیدار بھی ہیں لیکن بدعتی بھی!

ناظرہ قرآن پڑھنا بدعت ہے

ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں موجود صورت میں قرآن مجید یکجا مجلد نہ تھا عرصہ دراز تک... لوگ اسے یاد کر کے پڑھتے رہے جب قرآن مجید بہت کوائف اوراق میں مجموعہ اور مجلد کی صورت میں تیار کیا گیا تو اسے ناظرہ مسجدوں اور گھروں میں پڑھا جانے لگا لطف یہ ہے کہ یہ کارنامہ بھی حجاج بن یوسف ظالم کے دور کا ہے۔ (وفاء الوفاء صـ ۶۶۷ جـ ۲)

افسوس تو یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اس ظالم کی ہر بدعت قبول ہے لیکن میلاد شریف سے اتنا ضد کہ ایک نیک اور عادل بادشاہ اربل کو ظالم اور فاسق قرار دے کر خوب بھڑاس نکالی۔ تفصیل فقیر کی کتاب بدعات القرآن میں ہے۔

نجدی بدعت

نجدیوں کے دور سے حرمین طیبین میں خصوصاً باقی بلاد میں عموماً یہ بدعت عام ہے کہ تراویح میں حافظ قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس کے پیچھے سامع قرآن کھول کر سن رہا ہے قرآن سے دیکھ کر غلطی بتاتا ہے یہ بدعت سیئہ سے بھی بڑھ کر بلکہ مفسد نماز بھی ہے لیکن نجدی سلطنت میں ہو رہا ہے اسی لیے وہابیہ کے نزدیک مستحسن ہوگی۔

جیبی سائز قرآن چھاپنا بدعت

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے بھی کم سائز چھاپنا مکروہ ہے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے ہاں جیبی سائز کا قرآن دیکھا تو اسے کوڑے لگائے اور فرمایا۔

عظموا کتاب اللہ تعالیٰ (اتقان) — کتاب اللہ کی عزت وعظمت کا خیال رکھو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موٹے حروف سے لکھے ہوئے قرآن مجید سے بہت خوش ہوئے۔

جیبی حمائل بدعت

● ثابت ہوا کہ جیبی سائز کا قرآن مجید یا اس سے چھوٹے سائز کی حمائل شریف وغیرہ گناہ اور سخت ترین گناہ ہے لیکن دور حاضرہ میں لوگ قرآن مجید کلاں تختی سے گھبراتے ہیں۔ حمائل شریف کا چھوٹا سائز ہو لے ترجیح دی جاتی ہے بلکہ آج کل تو تعویذی قرآن مجید بھی عام ہو گئے ہیں اور اس بدعت کا دیوبندیوں، وہابیوں کے پاس کیا جواب ہے۔ کیا کبھی اس بدعت کے خلاف بھی انہوں نے نعرہ حق بلند کیا ہے کیا وہ خود اس بدعت کے ارتکاب میں ناشر پبلشر قارئین کے ساتھ شریک تو نہیں ہیں۔

قرآن دیواروں پر لکھنا

دیواروں وغیرہ پر خواہ مساجد کی ہوں یا مکانوں کی پہلے زمانہ میں قرآن مجید یا اس کی آیت لکھنا مکروہ تھا حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

قال اصحابنا و تکرہ کتابۃ القرآن علی الحیطان والجدران وعلی السقوف اشد کراھۃ" (اتقان)

فائدہ: لیکن اس کراہت اور مکروہ کو دیوبندی زیادہ طرب کر رہے ہیں

کہ ان کی بہترین مساجد کی زیب و زینت آیات قرآنیہ سے مزین کی جاتی ہیں اس بدعت کے خلاف کبھی وہابیت اور دیوبندیت نہیں چیخی۔ آج وہ کون سا قرآن مجید ہے جس کی ہر سورۃ کے آغاز میں نہ لکھا جاتا ہو کہ سورۃ مکیہ اور مدنیہ الخ اس سے پہلے زمانہ میں کتنا کراہت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا چنانچہ سیدنا علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اکابر کے چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ

● عن النخعی انہ کان یکرہ العوا شرد الفواتح وتصغیر المصحف وان یکتب فیہ سورۃ کذا او کذا انہ اتی بمصحف مکتوب فیہ سورۃ کذا او کذا آیۃ قال ابن مسعود ھو مکتوب نکرھہ۔

وقال الحلیمی وتکرہ کتابۃ الاعشار والاخماس و اسماء السور وعدد الآیات تولہ جددوا القرآن (اتقان)

انتباہ

ان عبارات کو پڑھنے سننے کے بعد کیا دیوبندی اور وہابی پاروں قرآن مجید سے سورۃ البقرہ وآل عمران وغیرہ آیات کذا وکذا کو نکال لیں گے زحمت گوارا فرمائیں گے یا پھر کل بدعۃ ضلالۃ کی رٹ لگانا چھوڑ دیں یا اسے پڑھ کر اپنے اوپر دم کر دیں۔

صدق اللہ بدعت

مسلم فرقہ تلاوت کے بعد خواہ وہ جلسہ ہو یا کوئی محفل تلاوت قرآن کے بعد صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم یا آمنت بی باللہ الخ پڑھا جاتا ہے اور یہ مستحب ہے لیکن ہے بدعت اس کا کسی حدیث میں ثبوت نہیں نہ ہی خیر القرون میں اس

کا وجود تھا۔

دعائے ختم القرآن مروجہ دعائے ختم القرآن جو ہر ختم القرآن الی من الجنۃ کے بعد پڑھی جاتی ہے اور نجدی تو ابن تیمیہ کے عشق میں اس کی تیار کردہ دعائے ختم القرآن تراویح کی آخری رکعت میں نماز کے اندر پڑھتے ہیں یہ بدعت بھی ہے اور مفسد نماز بھی لیکن روکے کون۔ یہ قرآن امور پر لاگو ہوتے ہیں جو رسول اللہ یا اولیاء اللہ سے متعلق ہوں گے۔

یسرنا القرآن۔ نورانی قاعدہ۔ ملتانی قاعدہ تو بھی بدعت ہیں یہ قاعدے قرآن مجید کی تعلیم کیلئے بچوں کو پڑھانا واجب سمجھا جاتا ہے لیکن ہیں بدعت چودھویں صدی کی پیداوار ہیں اس لیے کہ سب سے پہلے اس نام "یسرنا القرآن" کا قاعدہ قادیانیوں کی سوسائٹی نے لکھا تھا" ماہنامہ اسرار تصوف۔ لاہور بابت: ماہ مئی ۱۹۲۴ء صہ ۴۶) تبصرہ کے عنوان میں لکھا ہے کہ یسرنا القرآن عموماً ہر مسلمان پڑھتا ہے اور تقریباً مدارس و مکاتب اور چھوٹے چھوٹے دیہات و بلاد میں اس کا بڑا رواج ہے لیکن اس کی بدعت سے کسی کو خوف نہیں ہوتا بلکہ قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم کے لیے اس قاعدہ کو نہایت بہتر سمجھا جاتا ہے جب کہ کسی کو قرآن پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے تو اسے یہی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے اور اسے مختلف مؤلفین کے نام شائع کیا جا رہا ہے بدعت کی رٹ لگانے والے سوچ کر جواب دیں کہ یسرنا القرآن کی بدعت پر عمل کیوں جب کہ تاریخ نے ثابت کیا کہ اس کا موجد مرزائی فرقہ ہے جو بالاتفاق کافر و مرتد ہیں اگر انکے پاس کوئی دلیل تو ہے تو نکالیں ورنہ اعتراض چھوڑ دیں اور اس کی تاریخ اور اس کے مؤلف کے متعلق سنا ملے گا ہے۔

ثابت کیجئے کہ یسرنا القرآن وغیرہ کا وجود خیر القرون میں تھا یا اس کے بعد کب سے یہ شامل اسلام ہوا اور اس کی تعریف۔ کہا ہے بدعات و تحقیق فقیر

کی کتاب بدعت القرآن میں پڑھیے۔

پڑھو درود یہ بدعت ہے فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اذا قال فی المجلس صلوا علی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام "جب مجلس وعظ میں واعظ کہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھو تو واعظ کو اس کہنے پر ثواب ملے گا۔

فائدہ ایسا طریقہ کئی صدیوں تک نہ تھا لیکن فقہ حنفی کے فتویٰ پر اس بدعت حسنہ پر ثواب ہے آج کل کے مقررین و واعظین وعظ و تقریر کے درمیان درود پڑھانا اسی فتویٰ کے مطابق ہے۔

بدعت روٹی (طعام) کو چومنا یہ بھی بدعت حسنہ ہے سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں کسی صاحب نے اسے بدعت کا فتویٰ صادر فرمایا تو آپ نے اس کے جواب میں لکھا اما کون تقبیل الخبز بدعۃ نصیح ولکن البدعۃ لاتنحصر فی الحرام بل تنقسم الی الاحکام الخمسۃ۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ بدعت حرام سے نہیں ہو سکتی" لانہ لا دلیل علی تحریمہ اور فرمایا یہ مکروہ سے بھی نہیں" لان المکروہ ماورد فیہ نہی خاص ولم یرد فی ذالک نہی اس کے بعد فیصلہ فرماتے ہوئے لکھا کہ والذی یظہر ان ہذا من البدع المباحۃ" اسے اباحت میں شامل کرکے لکھا کہ فان قصد بذلک اکرامہ لاجل الاحادیث الواردۃ فی اکرامہ فحسن[۱]

(ف) اس سے ثابت ہوا کہ یہ بدعت حسنہ ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ بہت

[۱] الحاوی للفتاوی صہ ۲۹۱-۲۹۲ ج ۱

سے امور مباحہ میں اگر نیت نیک ہو تو وہ امور مستحب ہو جاتے ہیں یہی ہم اہلسنت کہتے ہیں

بدعت فن حدیث حدیث اگر کتابی شکل میں جمع کرنا۔ حدیث کی اسناد بیان کرنا۔ اسناد پر جرح کرنا اور حدیث کی قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے، یہ حسن یہ ضعیف یہ معضل یہ مدلس ان قسموں میں ترتیب دینا کہ اول نمبر صحیح ہے دوم نمبر حسن سوم نمبر ضعیف، پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حرام و حلال صرف حدیث صحیح سے ثابت ہوں گے اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہوگی غرضیکہ سارا فن حدیث ایسی بدعت ہے جس کا قرون ثلاثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

بدعت اصول حدیث یہ فن بالکل بدعت ہے بلکہ اس کا تو نام بھی بدعت ہے اس کے سارے قانون بدعت۔

بدعت فقہ اس پر آج کل دین کا دارو مدار ہے مگر یہ بھی از اول تا آخر بدعت ہے جس کا قرون ثلاثہ ذکر نہیں۔

بدعت تصوف، بدعت اصول فقہ و علم کلام یہ علم بھی بالکل بدعت ہیں ان کے قواعد و ضوابط سب بدعت ہیں۔

بدعت طریقت طریقت کے زیبا شاہدے مشاغل اور تصوف کے زیبا شاہدے مشاغل بدعت ہیں، مراقبے، چلے، پاس انفاس، تصور شیخ، ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں جن کا قرون ثلاثہ میں کہیں پتہ نہیں چلتا۔

بدعت سلسلے چار سلسلے شریعت و طریقت۔ دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی۔ شافعی، مالکی، حنبلی اور قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی

پھر ان کے اپنے اپنے اصول اور ان اصول کی جزئیات پھر ان کے علیحدہ علیحدہ اسماء وظائف وغیرہ لاکھوں بلکہ کروڑوں تک۔ بدعات پھیلا ہوا ہے اور وہ ہر فرقہ کو مسلم ہے اگرچہ غیر مقلدین ان جملہ امور کے منکر ہیں لیکن ان کے اپنے مذہب کی بنیاد اور چار دیواری اور مکان مذکورہ بالا اصول و جزئیات پر قائم ہے۔

مستحب اور یہ جملہ امور مستحب ہیں اور مستحب کی تعریف مشہور یہ ہے کہ مستحب وہ کام ہے جو حضور علیہ السلام نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور وہ کام جسے گزشتہ مسلمان اچھا جانتا ہو۔ شامی جلد پنجم بحث قربانی میں ہے

فان النیات تجعل العادات عبادت کیونکہ نیت خیر عادات کو عبادت بنا دیتی ہے اسی طرح مرقاۃ۔ بحث نیت میں بھی ہے۔

فائدہ: ان احادیث و فقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام نیت ثواب سے کیا جائے یا مسلمان ان کو ثواب کا کام جانیں وہ عند اللہ بھی کار ثواب ہے مسلمان اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں وہ اچھا ہے اور جس کو برا کہیں وہ برا۔ اسی لیے یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اسی لیے مولوی اسحاق محدث دہلوی کی کتاب، مائۃ مسائل صفحہ ۹۲ میں ہے کہ بدعت حسنہ بوقت من الاوقات محدود نہیں بلکہ حدیث پاک من سن سنۃ کی رو سے تا قیامت غیر محدود ہے اسی لیے فقہا کرام نے ہر جدید حادثہ پیش آنے قوانین مرتب فرمائے ہیں چند ایک فقیر ابتدا اور رسالہ ہذا میں درج کئے ہیں۔

حمام بدعت حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ظہور حمام بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از فتح بلاد عجم شد و لیکن خبر دادہ بود بوجود آں (مدارج النبوۃ)

ترجمہ:۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد

عجم کے علاقوں کی فتوحات کے بعد حمام کا طریقہ جاری ہوا اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق پہلے خبر دے دی تھی۔

علم غیب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکرین ضد نہ کریں تو حمام کی بدعت اکثر ممالک کے اکثر گھروں میں گھر کا کا جز ہو گئی ہے، جو ہر انسان کو بدعت حسنہ کی اثبات کے ساتھ درس عبرت مل رہا ہے کہ نبی علیہ السلام کے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی اسی کو ہم علم غیب اور منکرین پیشگوئی سے تعبیر کرتے ہیں۔

بدعت تصنیف و تالیف آج ہر پڑھا لکھا مصنف مؤلف بدعتی ہیں اس لیے کہ یہ کام نہ حضور علیہ السلام نے کیا نہ صحابہ کرام نے ہاں اس کا آغاز سب سے پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عبید بن سریہ کی تاریخ لکھوانے سے ہوا جس کا نام ۔کتاب الملوک اخبار الماضیین تھا۔ افسوس ہے کہ یہ اب معدوم ہے مختصر یہ کہ تصنیف و تالیف ۔ کا سلسلہ خلافت بنو امیہ کے آغاز سے ہی چلنا شروع ہو گیا چنانچہ دور اموی میں علم قراءت، تفسیر، فقہ۔ حدیث وغیرہ مدون ہو گئے۔ اور علوم لسانیہ سے علم نحو وغیرہ علم تاریخ بھی مدون ہوا اور علوم یونانی کا ترجمہ بھی اسی دور میں شروع ہو گیا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ علوم و فنون کا وہ چمن جو دور عباسی میں پھلا پھولا وہ اس عہد اموی کا لگایا ہوا پودا تھا۔ لیکن افسوس کہ اس دور کی مؤلفات ہم تک نہیں پہنچیں صرف ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے چند حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب جمع الوسائل شرح الشمائل میں لکھتے ہیں کہ

ان التصنیف حدث بعد ذالک تصنیف و تالیف

کا آغاز حضور علیہ السلام کے زمانۂ اقدس کے بعد ہوا۔

تصنیف و تالیف کے ابتداء میں صلوٰۃ وسلام حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب جمع الوسائل شرح الشمائل صفحہ ۵ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ

ان السلف کانوا لم یکونوا یصدرون صدور الکتب و الرسائل بالصلوٰۃ فانه امر محدث فی الدولة الهاشمیة الا ان الامة لم تنکرها و عملوا (حاشیہ علیٰ ما فی الشفاء) النبراس

سلف صالحین کا طریقہ نہیں تھا کہ کتب کی تصنیف میں صلوٰۃ وسلام کا لفظ لائیں ولایت ہاشمیہ کے دور میں یہ بدعت شروع ہوئی جو تا حال بلا انکار رائج ہے

تحقیق مزید تصنیف و تالیف یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عہد جاہلیت میں نہ کوئی علم مدون ہوا نہ کوئی کتاب تصنیف ہوئی اور اگر کوئی کتاب لکھی بھی گئی ہو تو تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا عربی میں سب سے قدیم کتاب قرآن کریم ہے جس کی تعلیم نے عرب جیسی وحشی اور جاہل قوم کو تمام علوم کا استاد اور علم و ہنر کا امام بنا دیا لیکن یہ کتاب نہ تصنیف شدہ ہے نہ اس پر کسی انسان کے ہاتھ کا اثر ہے یہ کتاب یقیناً قدیم ہے اور رب الارباب کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے بوسیلہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نازل ہوئی جیسا کہ ہم اول بھی بتا چکے ہیں کہ ظہور اسلام کے وقت قریش میں جسے سب سے بڑا قبیلہ مانا گیا ہے صرف سترہ آدمی خواندہ تھے اور سب سے پہلے خود حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فن کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ حضور کے وصال تک مندرجہ ذیل سرمایہ علاوہ قرآن کے تحریر میں جمع ہو چکا تھا۔

۱- وہ حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص یا حضرت علی و حضرت انس رضی اللہ عنہم نے قلمبند کیں۔

۲- تحریری احکام اور معاہدات اور فرامین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کے نام بھیجے۔

۳- پندرہ سو صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام مراسلات مبارکہ۔ پھر صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہ میں تحریری ذخیرہ میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا تھا لیکن عہد صدیقی میں و فاروقی میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا البتہ کتاب اللہ کا اہتمام علی وجہ الاتم موجود تھا باقی احادیث وغیرہ کسی قسم کی تصنیف و تالیف کی احتیاج بھی نہیں ہوئی اس لیے کہ خیر القرون میں امور دینی و دنیاوی کا مرجع و مرکز مسلمانوں کے لیے قرآن کریم ہی تھا اور اگر انہیں کوئی پیچیدگی پیش آئی تو اسے حل کرنے کو فقہا صحابہ اور خلفاء موجود تھے اور کافی تعداد میں وہ اصحاب تھے جنہیں حرف بحرف احادیث نبویہ یاد تھیں پھر صحابہ و خلفاء راشدین کے عہد میں فقہ و حدیث کی کافی اشاعت تھی بہت سے درس کے حلقے قائم تھے اس کے باوجود ان کا حافظہ بحد غایۃ قوی تھا یہ تمام درس و تدریس زبانی تھا ان کے زمانہ کا حافظہ ہمارے زمانہ کا سا نہ تھا کہ ابھی جو بات سنی تو ایک گھنٹہ کے بعد اس کے الفاظ محو ہو گئے حتیٰ کہ مضمون بیان ہی ختم ہو گیا۔

بنو امیہ کے عہد میں حکماء و علماء سے علوم تصنیف کرائے گئے امام زہری رحمہ اللہ تعالٰی لکھتے ہیں کہ

کنا نکرہ کتاب العلم اکرھنا علیہ ھٰؤلاء الامراء۔	ہم لوگ علم کو تحریر میں لانا پسند نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ ان امراء نے ہمیں مجبور کر کے تصنیفات کرائیں۔

نسیم الریاض ص ۳۸ ج ۱ میں ہے کہ"

قال الزرکشی رحمہ اللہ تعالٰی تصنیف کتب العلم فرض کفایۃ فلو ترك التصنیف یضع العلم علی الناس۔	زرکشی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علمی کتب کی تصنیف فرض کفایہ ہے اگر تصنیف کا سلسلہ ترک ہو جائے تو لوگوں سے علم ضائع ہو جائے گا۔

گویا یہ فن فرض کفایہ ہے لیکن ہے بدعت۔۔

بدعت کعبہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کی بابت سب کو معلوم ہے آپ کے زمانہ پاک کے بعد ہزاروں تبدیلیاں آئیں اور سینکڑوں طریقے بدلے سب کو لکھنا تطویل لاطائل ہے چند ایک۔۔ رسالہ "بدعات المسجد" میں جمع کر دی ہیں یہاں صرف بطور نمونہ وہ دو بدعتیں عرض کروں جو صدیوں کعبہ میں مروج رہیں ہر دونوں کو نجدی نے تو صحن کعبہ کے بہانے اور بدعت سمجھتے ہوئے مٹا کر اپنی کئی بدعات کھڑی کیں۔

چار مصلے امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدس حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد سئل بعض العلماء عن هذا المقامات المنصوبة حول الكعبة التى يصلون فيها الآن باربعة ائمة على مقتضى المذاهب الاربعة فاجاب مانها بدعة ولكنها بدعة حسنة لا سيئة لانها تدخل بدليل السنة الصحيحة وتقريرها فى سنة الحسنة لانها لم يحدث منها ضرر ولا حرج فى المسجد ولا المصلين من المسلمين العامة اهل السنة والجماعة بل فيها عميم النفع فى الظ

والحر الشدید والبرد وفیہا وسیلۃ للتقرب من الامام فی الجمعۃ وغیرہا فہی بدعۃ حسنۃ و یسمون بفعلہم لسنۃ وان کانت بدعۃ اھل السنۃ لا اھل البدعۃ لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من سن سنۃ حسنۃ الی اٰخرہا اطال واطاب علیہ رحمۃ الملک اٰوہا واللہ تعالٰی اعلم (فتاوی رضویہ)

بعض علماء کرام سے ان مقامات کے لیے پوچھا گیا جو کعبہ معظمہ کے اردگرد مسقف کمرے کر رکھے ہیں جو چار مصلوں کی نسبت سے ادائیگی نماز کے لیے تیار کیے گئے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ بدعت سیئہ نہیں اس لیے کہ بہ دلیل سنت صحیحہ سنت حسنہ (بدعت حسنہ) میں داخل ہے اس کی تقریر یوں ہے کہ ان مقامات سے نہ کسی کو ضرر پہنچتا ہے اور نہ ہی مسجد کو نقصان ہے اور نہ ہی مسلمانوں کو ان سے تکلیف پہنچتی ہے بلکہ ان سے تو عوام اہل اسلام کو بہت بڑے فائدے پہنچتے ہیں مثلاً بارش اور گرمی و سردی سے بچاؤ اور جمعہ و دیگر نمازوں کے امام کا قرب۔ اسی لیے یہ بدعت حسنہ ہے اور اہل اسلام کا قاعدہ ہے کہ اچھے طریقے کو (جو نیا نکالتے ہیں) اس کا نام بدعت حسنہ رکھتے ہیں اور اس کے مرتکب کو اہلسنت کہتے ہیں۔ نہ کہ اہل بدعت اس لیے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اچھا طریقہ نکالا الخ یہ حدیث فقیر بار بار اسی کتاب میں لکھ چکا ہے۔

فائدہ حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ اساتذہ میں بہت بڑے محقق اہلسنت گزرے ہیں انہوں نے وہی لکھا ہے جو ہم دیوبندی، وہابیوں کو کہتے ہیں

۱- بدعت حسنہ

۲- اس کے عاملین اہلسنت ہیں اہل بدعت نہیں

۳- اہل اسلام کا قاعدہ ہے کہ اسلام کے فائدے کے لیے نیا فعل ایجاد کر سکتے ہیں اور اس کی دلیل حدیث شریف سے ہے۔

چار مصلوں کی حکمت و فوائد امام اہلسنت شاہ احمد رضا یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھا کہ حقیقت امر یہ ہے کہ حرمین طیبین و ادھما اللہ شرفاء و تعظیما میں چاروں مذاہب حقہ اہل سنت حفظہم اللہ تعالٰی سے لوگ مجتمع ہیں اور ان میں باہم طہارت و نماز کے مسائل میں اختلاف ایک بات ایک مذہب میں واجب دوسرے میں ممنوع ایک میں مستحب، دوسرے میں مکروہ ایک کے نزدیک ایک امر ناقص طہارت دوسرے کے نزدیک نہیں ایک کے یہاں کسی صورت میں وضو تمام دوسرے کے یہاں نہیں تو جب امام ہو اور اگر اس نے دوسرے مذہب کے نواقض طہارت و صلوٰۃ کی رعایت اور ان کے نواقض و مفسدات سے مجانبت نہ کی جب تو اس مذہب والوں کی نماز اس کے پیچھے باطل و فاسد نہ ہو گی - اور اگر مراعات و مجانبت مشکوک ہو تو مکروہ اور تلفیق مذاہب باجماع جمہور آئمہ حرام و باطل اور بحال رعایت بھی ہر مذہب کے مکروہات سے یقیناً محال اور بعض امور ایک مذہب میں سنت اور دوسرے میں مکروہ ہے اگر بجا لایا تو مذہب ثانی اور تارک ہوا تو مذہب اول پر کراہت ولہذا غایت امکان قدر فرائض و مفسدات تک ہے۔ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر حال موافق المذہب کی اقتداء اکمل و افضل تو انتظار موافق کے لیے نوافل یا ذکر وغیرہ میں مشغول رہنا جماعت سے اعراض نہیں بلکہ اکمل و اعلیٰ کی طلب ہے اور یہ تفریق جماعت

نہیں بلکہ تکمیل وتحسین ہے خصوصاً ان دو مسجد مبارک میں کہ مسجد نہیں ہر جماعت، جماعت اول ہے اس لیے آٹھ سو برس یا زائد سے کہ معظمہ و مدینہ طیبہ و بیت المقدس و جدہ و مصر و شام وغیرہ بلاد اسلام میں عام مسلمین کا عمل اس پر جاری و ساری اور بعض کا انکار شاذ و مہجور قرار پایا تو بعد وضوح حق و استقرار امر اسے زبون اور بدعت کہنا باطل و جہل وسفاہت ہے چار مصلی ہونا اسی طریقہ ائمہ سے عبارت ہے جسے علماء مذاہب نے بنظر مصالح جلیلہ مذکورہ پسند و مقرر رکھا باقی کسی مکان یا علامت کا بنا کر یہ بھی صدہا سال سے معہود و مقبول ہے نہ اس کے لیے ضرور نہ ان میں خلل بلکہ وہ بھی منافع پر مشتمل۔ درمختار میں ہے۔ مکروہ

تطوع عند اقامة صلوٰة مكتوبة الى اقامة امام مذهبه۔ (فرض نماز کی اقامت کے وقت یعنی وہ اقامت جو اس کے اپنے امام (مذہب حنفی شافعی، مالکی، حنبلی) کے لیے کہی جا رہی ہے نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

فائدہ | اس سے اندازہ لگائیں کہ چاروں مصلوں کیا خوب رواج تھا در المختار میں ہے لو انتظر امام مذهبه بعيدا عن الصفوف لم يكن اعراضا عن الجماعة للعلم بانه يريد جماعة اكمل من هذه الجماعة۔ اگر اپنے امام مذہب کی نماز کے انتظار میں صفوں سے دور بیٹھا ہے تو یہ تارک جماعت نہ ہوگا اس لیے کہ سب کو معلوم ہے کہ اس سے مکمل ترین جماعت کا ارادہ رکھتا ہے۔

نتیجہ | کعبہ معظمہ میں چار مصلے بدعت حسنہ تھے اور اذا نجدی یہ بدعت حسنہ عرصہ تک جاری رہی نجدیوں نے اس لیے بند جنہیں گرائی کردہ

اسلام کے خلاف تھا بلکہ انگریز کی وفاداری کا ثبوت پیش کرنا تھا ورنہ اس کے علاوہ دیگر بدعات کا ارتکاب۔۔ نہ کرتا اس کی تفصیل ہم نے کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں لکھ دی ہے۔

دین واسلام کی بنیاد میں بدعت | دور حاضرہ میں مدارس عربیہ اسلام و دین کی حفاظت کے بہترین اور مضبوط قلعہ جات ہیں اور اسلام میں ان کی بڑی اہمیت ہے اسے وہی زیادہ جانتے ہیں جنہیں بدعت کے وظیفہ سے زندگی کا سہارا ہے لیکن اس کی تمام کارروائی از الف تا یا بدعت ہی بدعت۔ جب ہماری طرف سے اس پارٹی کے سربراہوں کو اس کے بدعت حسنہ ہونے کا مطالبہ ہوا تو اس کے جواب میں یوں گویا ہوئے۔

مثال تعمیر مدرسہ کی محض کم فہمی ہی صفہ کہ جس پر اصحاب صفہ طالب علم دین و فقرا مہاجرین رہتے تھے مدرسہ ہی تو تھا نام کا فرق ہے لہذا اصل سنت وہی ہے بلکہ تبدیل ہیئت مکان کی ہوگی۔

صفہ کیا شے ہے | واضح ہو کہ صفہ ایک سایہ دار مکان تھا مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اصل اس کی یہ تھی کہ تحویل قبلہ سے پہلے مسجد شریف کی جانب شمالی قبلہ تھا جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو قبلہ اولی کی دیوار قائم رکھی تاکہ یہاں فقیر مسکین یعنی جن کا گھر بار کچھ نہیں رہا کریں جذب القلوب عن الذہبی اور منتخب اللغات میں ہے جمعی از غریبان اہل اسلام کہ خانہ نداشتند در موضعے از مسجد کہ بالائش پوشیدہ بود وندی گذرانند اور صحیح بخاری میں ہے کہ جب صدقات کہیں سے آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کو بھیج دیتے اور مشکوٰۃ کے باب فضل الفقراء میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ۷۰ اصحاب صفہ دیکھے کسی کے پاس چادر اوپر اوڑھنے کو نہ تھی بس ایک۔ ایک کپڑا تھا کسی کے پاس

فقط نیچے باندھنے کو تہ بند تھا اور کسی کے پاس اوپر اوڑھنی تھی جس کو گلے میں باندھ لیتے تھے کسی کو آدھی پنڈلی تک وہ کملی یا تہ بند پہنچا وہ لوگ اپنے کپڑوں کو سجدہ وغیرہ کی حالت میں سمیٹا کرتے تھے کہ مبادا عورت کھل جائے اور دوسروں کو نظر آئے (براہین قاطعہ گنگوہی ص ۸۵)

منصف مزاج کے لیے جاننا چاہیے کہ سب علماء فی زمانہ تعمیر مدرسہ کو جائز فرماتے ہیں کسی نے اپنی اصلاح کے موافق سنت حکمیہ اور ملحق بالسنۃ کہا اور کسی نے بدعت حسنہ قرار دیا صفہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نظیر اور دلیل ٹھہراتے ہیں اب اصحاب انصاف و عدل خیال فرمادیں کہ اصحاب صفہ کی حقیقت اور اشغال اور طلباء مدرسہ کی کیفیت اور صدور افعال میں کیا کیا کچھ تباین ہے اور اسی طرح بناء صفہ اور تعمیر مدرسہ میں حقیقۃً و صفۃً و وضعاً کس قدر تخالف ہے کسی چیز میں اشتراک نہیں نہ نام نہ تعمیر مکان میں نہ کیفیت اشغال اصحاب مکان میں بجز ایک بات کے کہ صفہ بھی ایک مکان تھا جس میں مسلمان طالب دین رہتے تھے مدرسہ بھی ایک مکان ہے جس میں مسلمان طالب دین رہتے ہیں یہ ایک علت جامعہ مشترک دونوں میں دیکھ کر تمام علماء موافق و مخالف مدرسہ کو جائز رکھتے ہیں چنانچہ اسی معنی اور علت پر مؤلف براہین اور ان کے مرشد اور مقرظ نے تعمیر مدرسہ کا جواز مسلم رکھا پس ثابت ہوگیا کہ امر خیر نو ایجاد کے جواز و استحسان کے لیے اتنی دلیل کافی ہے جیسے آج کل کی ہیئت و کیفیت مدارس کے جواز کے لیے وجود صفہ دلیل کافی سمجھی گئی گو تبدیل ہیئت بدرجہ کمال ہے جب یہ قاعدہ اس تشریح و توضیح سے خوب واضح ہو تو ہمارا مدعا ثابت ہوگیا۔

اس لیے کہ مثلاً میلاد شریف و سوئم چہلم وغیرہ ایصال ثواب ہی تو ہے

اور محفل مولد شریف روایت معجزات ہی تو ہے گو ہیئت بدل گئی اور نام بدل گیا جس طرح مدرسہ باقاعدہ وہی صفہ ہی تو ہے گو ہیئت بدل گئی ہے اور نام بدل گیا نادان لوگ ہیئت کذائیہ ہی میں سعی خراتی فضول کیا کرتے ہیں۔ تم نے تبدیل ہیئت و نام صفہ درباب مدرسہ تسلیم کر کے ہم کو میلاد وغیرہ پر بدعتی کہدیا جب کہ تبدیل ہیئت سابقہ اور لحوق ہیئت کذائیہ لاحقہ قابل نزاع نہیں بنا و علیہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت یہ بہ نظر غور کچھ ہمارے مخالف نہیں بلکہ عین موافق مدعا ہے اور ہم نے جن اصول و دلائل و نظائر کو اثبات دعاوی میں جابجا قائم کیا ہے اہل نظر بتامل ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہر دلیل ہماری دلیل صفہ سے کہیں بلند و اعلیٰ ہے۔ ذرا مدارس کی بدعات پر نظر ڈالیے۔

بدعات مدارس کی فہرست

نمبر شمار	نام بدعت	سنت
۱-	مدرسہ۔ دار العلوم۔ مکتب۔ درسگاہ۔ تعلیم القرآن	صُفّہ (چبوترہ)
۲-	طالب علم، متعلم۔ درویش۔ تلمیذ سٹوڈنٹ وغیرہ۔	اصحاب صُفّہ
۲-	مدرس۔ معلم۔ استاد۔ شیخ پھران کے ہزاروں القاب۔	رسول اللہ۔ نبی اللہ۔ جلیل صلی اللہ علیہ وسلم۔
۴-	تعلیم کے اوقات ،، شوال سے آغاز شعبان میں اختتام۔	ہر وقت سلسلہ جاری
۵-	ہفتہ میں جمعہ کو چھٹی	اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا
۶-	امتحانات سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ	امتحان ہی امتحان کبھی بدر میں تو کبھی حنین میں وغیرہ
۷-	مدرسہ چلانے کی کمیٹی۔ مہتمم۔ ناظم۔ سیکرٹری خزانچی۔ اراکین۔ ممبران وغیرہ۔	کچھ نہ
۸-	طریق تعلیم کی تقسیم۔ سال اول۔ دوم۔ سوم الخ	″ ″ ″
۹-	جملہ فنون کی ایجاد یعنی بدعات ہی بدعات کی تدریس۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ فقہ۔ اصول ادب۔ تفسیر وغیرہ۔	″ ″ ″

نمبر شمار	نام بدعت	سنت
۱۰-	صرف و نحو۔ فقہ وغیرہ کو ترتیب وار پڑھانا مثلاً صرف بہائی پھر ابواب الصرف ایسے ہی پہلے نحو میر پھر شرح مائۃ عامل۔ ہدایۃ النحو۔ ایسے ہی قدوری پھر کنز وغیرہ	کچھ نہیں
۱۱-	جملہ فنون پڑھا کر پھر آخر میں صحاح ستہ پڑھانا	″ ″ ″
	بخاری شریف کو قرآن کے بعد درجہ دینا۔	″ ″ ″
۱۲-	حدیث پڑھانے والے معلموں کی تنخواہیں مقرر کرنا۔	″ ″ ″
۱۳-	درسگاہوں میں وقت مقرر کرکے پڑھنا پڑھانا۔	″ ″ ″
۱۴-	تقسیم اسناد اور دستار بندی کے سالانہ جلسے کرنا۔	″ ″ ″
۱۵-	جلسہ میں ہر قسم کی تزاعی سے کام لینا۔ شامیانے لگانا اور اسٹیج بنانا۔	″ ″ ″
۱۶-	روشنی کا اہتمام کرنا۔ کرسیاں لگانا۔ سٹیج پر مسند وغیرہ رکھ کر اوپر گلدستے رکھنا	″ ″ ″
۱۷	قالینوں اور دریوں کے فرش بچھانا۔ اور لاؤڈ سپیکر لگانا۔	″ ″ ″
۱۸-	ٹائم مقرر کرکے تقریر کرنا کروانا۔ طالب علموں کو سندیں وغیرہ دینا۔	″ ″ ″
۱۹-	جلسوں کے رنگ برنگے اشتہار چھاپنا۔ لاؤڈ سپیکر پر پبلسٹی کرنا۔ نذرانہ او بھیجنا۔ ان کا	″ ″ ″

نمبر				
	استقبال کو جانا۔	〃	〃	〃
۲۰۔	مولویوں کو لمبے لمبے القاب دینا مولویوں کو تقریروں کا معاوضہ دینا ان کے نعرے لگوانا۔	〃	〃	〃
۲۱۔	بخاری شریف کا وقت مقرر کر کے ختم کرنا اور اس کا نام ختم بخاری رکھنا۔	〃	〃	〃
۲۲	درسگاہوں کے لیے مختلف ہتھکنڈوں سے چندے وصول کرنا اور کھالیں طلب کرنا۔	〃	〃	〃
۲۳۔	چندہ بطور۔ نس کے لیے رسید بکیں چھاپنا چندہ لے کر رسید لینا۔	〃	〃	〃
۲۴۔	سالانہ رپوٹ اور روئداد چھاپنا مدارس کی تشہیر بذریعہ اخبارات و اشتہارات کرنا۔ وغیرہ وغیرہ	〃	〃	〃

فقیر ان کے علاوہ اور بھی نشاندہی کر سکتا ہے لیکن دانا را اشارہ کافی جیسے یہ امور دین کے فائدہ کے لیے ایجاد ہوئے تو شرعاً جائز بلکہ موجب اجر و ثواب۔ ایسے ہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وارثین کاملین اولیاء کرام کی محبت اور ان کی عزت و عظمت اور شان و شوکت کے اظہار۔ ایجادات مباح و جائز اور موجب خیر و صد برکات۔

علم نحو اور علم صرف

یہ علم بھی بہیئت کذائیہ بدعت ہے اسی لیے کٹر قسم کے وہابی غیظ و غضب میں کہہ جاتے ہیں یہ علم نحو و صرف بدعات ہیں انہیں جلا دیا جائے گا حالانکہ وہ۔ غبی نہ ہو تو ان کو یاد ہو گا کہ صرف و نحو بحکم المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و بقول دیگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدون

ہوئے اور بحکم حدیث شریف "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کی سنت عین سنت رسول ہے کیونکہ اصول کا قاعدہ ہے ان المعرفۃ اذا اعیدت معرفۃ کانت عین الاولیٰ جب معرفہ کا تکرار ہو تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے حدیث شریف میں معرفہ کا اعادہ ہے جس سے یقیناً سنۃ الخلفاء عین سنۃ الرسول ہوگی۔

۲۔ دوسرا یہ کہ اس کے ہیئت کذائیہ کی حیثیت بدعت کی ہو تو حسنہ کے درجہ میں ہوگی وہابی دیوبندی کو جس سے ضد ہے حالانکہ ہیئت کذائیہ کا بدعت ہونا تو قرآن مجید کی تالیف و تدوین ہیئت کذائیہ بھی بدعت ہے لیکن حسنہ جس طرح اس پر عمل کرنا ثواب ہے ایسے ہی صرف و نحو کے پڑھنے سے بھی ثواب نصیب ہوگا۔

۳۔ یہ صرف و نحو کو بدعت واجبہ میں علماء کرام نے شامل کیا ہے چنانچہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اتقان صـ۵۲۳ (نوع سابع و سبعون) میں لکھا ہے کہ

وقال الزرکشی التفسیر علم یفهم به کتاب الله و المنزل علی نبیه محمد صلی الله علیه وآله وسلم و بیان معانیه و استخراج احکام وحکمه و استمداد ذلك من علم اللغة و النحو والتصریف و علم البیان و اصول الفقه۔

۔ زرکشی مرحوم نے لکھا کہ تفسیر وہ علم ہے جس سے کتاب اللہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی کو سمجھنا اور اس کے معانی بیان کرنا اور اس کے احکام و حکمتوں کا استخراج اور اس کی استداد علم لغۃ و نحو و صرف اور علم بیان و اصول فقہ سے ہوگا۔

غرضیکہ عالم اسلام میں علمی فنون جتنا بھی ایجاد ہوئے سب کے سب باحیثیت، کذائیہ مع اسماء اصطلاحیہ بدعت ہی بدعت ہیں مثلاً فقہ اور اصول فقہ کا نام مع اصطلاحات کو دیکھ لیجئے کہ یہ فن مع اسماء اصطلاحات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کب بتایا اور پڑھایا۔

ان نظروں سے پڑھایا اور ایسا پڑھایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا دنیا بھر میں نہ کوئی فقیہ ہے نہ مفتی۔

ثابت ہوا کہ اہل سنت کے معمولات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں بھی تھے لیکن ان کے اسماء اور اصطلاحات نہ تھیں جیسے دوسرے فنون کی اصطلاحات و اسماء جیسی بدعت کو قبول کر لیا گیا ہے تو میلاد و عرس و گیارھویں اور فاتحہ و سوئم و چہلم وغیرہ بھی قبول کر لینا چاہیئے ورنہ لوگ اگر وہابی کہہ دیا کریں تو ناراض نہ ہوا کریں۔

بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس کی بدعت کا آغاز

شرعی اصول پر اس کا آغاز تو دراصل یوم ولادت اور پھر یوم الہجرۃ الی المسجد قبا پھر وہاں سے تا مسجد نبوی سے ہے لیکن بہیئت کذائیہ کے جلوس کو ہم موجب صد برکت اور ہزار رحمت سمجھتے ہیں لیکن دیوبندی وہابی محض ہمارے خلاف محاذ آرائی کے طور بدعت اور حرام کے فتوے جڑتے ہیں اگرچہ خود غلط قسم کے درجنوں جلوس نکالتے اور انہیں عین شریعت سمجھتے ہیں یاد رہے کہ وہ ایسے [illegible] جلوس بہیئت کذائیہ ان کے اکابر نے آغاز کیا کوثر نیازی کی زبانی سنیے۔

بات ہے بڑی دلچسپ سب جانتے ہیں مولانا داؤد غزنوی اہلحدیث مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار محمد ابراہیم صاحب ناظم آباد فیصل آباد نے لکھا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو وسیع پیمانے پر منانے کے لیے

تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مراسلہ نگار لکھتے ہیں، جناب کوثر نیازی نے روزنامہ جنگ کی ایک گزشتہ اشاعت میں مولانا داؤد غزنوی امرتسری پر ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا جس میں آپ نے مولانا کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی مگر ان کا ایک کارنامہ نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۲۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے مگر مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن "احیائے یوم ولادت سرور عالم" تھا مجلس کے ایک شاعر ورکر جناب غلام نبی جانباز نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی بیٹھک میں تھا اجلاس منعقد ہوا افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا "صاحبو! یوں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لیے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں۔ مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتے آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمائیں اس پر مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ لوگ

شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو جائیں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لیے پوسٹر
شائع کرنے اور لاؤڈ سپیکروں اور وردیوں وغیرہ کیلیے ایک اچھی خاصی رقم درکار ہوگی
ایک صاحب غالباً اصغر نام تھا کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے
ہی ہم کو "گداگر" کہتے ہیں آخر چودھری افضل حق کی تجویز پر ایک ایک روپیہ کی رسید
کی ایک ایک سو کی کاپیاں بنوا کر خاص خاص ورکروں میں تقسیم کرنے کی تجویز منظور
ہوئی بنک کے چیک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا "برائے جشن میلاد
النبی" اجلاس کی کارروائی سے لاہور سیالکوٹ گوجرانوالہ پنجاب کے بڑے بڑے
شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی عمل اختیار کرنے کو لکھا گیا عید میلاد النبی
کا پہلا اجلاس امرتسر انجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری
کا سلام لاؤڈ سپیکر پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ترکوں گھوڑوں اور سائیکلوں
پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور نعرۂ رسالت یا رسول اللہ بلند کرتی جارہی تھیں کفار مبہوت زدہ
تھے۔" (روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ء)

(از قلم کوثر نیازی)

جلوس گلے کا ہار

اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ جو قوم اس کے نبی
علیہ السلام کے کسی معاملہ میں طنز کرے اسے ایسی سزا دیتا
ہے جس سے اس کا جانبر ہونا مشکل ہو جاتا ہے ان دیوبندیوں وہابیوں نے رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سے جلوس بارہ ربیع الاول پر نہ صرف طنز بلکہ بدعت
سیئہ کے فتویٰ جاری کیے جہاں تک ہوسکا روکنے کی کوشش کی بلکہ جلوس پر پتھراؤ
کیا اور کرتے رہتے ہیں لیکن الحمد للہ" وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ
(تمہاری پہلی گھڑی سے آنے والی گھڑی اور بہتر ہوگی) کے فرمان کے
مطابق اللہ تعالیٰ نے بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس کو ترقی بخشی کہ روکنے والے

خود دنگ ہیں ادھر ایسی سزا دی کہ ہر ماہ میں ان سے کوئی جلوس نکلوا کر خوب جوتی
لگواتا ہے کہ جب جلوس نکالیں تو پولیس ڈنڈے برسائے اگر سختی پہ اتر آئیں تو بھاگنے
میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ دادو (سندھ) کے ڈاکو بھاگے جارہے ہیں اور پولیس ان کے
تعاقب میں ہے۔

اہلسنت پر انعام

اہل سنت کو یوں انعام سے نوازا کہ بارہ ربیع الاول کے
جلوس میں کہیں پھولوں کے ہار گلے میں ڈالے جارہے ہیں
کہیں گلاب کی پتیاں اوپر سے برس رہی ہیں عطر و کستوری سے اہالیان جلوس مہک
رہے ہیں وغیرہ وغیرہ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "بارہ ربیع الاول کے جلوس کا ثبوت"
میں ہے۔

جلسے بدعت

وعظ و تبلیغ اسلام کا عین مدعا ہے لیکن اس میں بھی ہزاروں
بدعات گھس بیٹھی ہیں اور بدعت کے مفتی ان تمام بدعات
کو نہ صرف جائز بلکہ انہیں جہاد اکبر کا لقب دیکر مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں

لطیفہ

بستر بند تبلیغی جماعت کو جہاد والی حدیث سے سمجھایا جاتا ہے کہ
تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک چکر لگانے پر ایک لاکھ اور ہزاروں
سے بڑھ کر ثواب ملتا ہے۔ بستر بدعت بندی کا اتنا ثواب۔

(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

قرون اولیٰ کے جلسے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر مجلس
مستقل جلسہ تھی کبھی مجمع زیادہ یا کوئی اہم امر کا اظہار مطلوب
ہے تو منبر یا کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت فرما دیتے لیکن اس کا نام جلسہ نہیں
تھا کبھی اسے خطبے سے تعبیر کیا جاتا تو کبھی تذکیر و وعظ سے یہی کیفیت بعد کو رہی صرف بیانے
سے اجتماعی وعظ کا طریقہ تمیم داری نے شروع فرمایا (احمد)

شمار بدعات

اس شعبہ کی بدعت کا شمار ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے چند موٹی موٹی بدعت ملاحظہ ہوں۔

اس کا نام

١- جلسہ۔
٢- اجتماع۔
٣- کانفرنس۔
٤- تقریر۔
٥- لیکچر۔
٦ اشتہار سادے۔
٧- رنگین کئی رنگے۔
٨- زیر صدارت۔
٩- مہمان خصوصی۔
١٠- تعیین تاریخ۔
١١- رات دن ایک روزہ۔ دو روزہ۔ سہ روزہ۔ فلاں وقت سے الخ
١٢- جلسہ گاہ کو کاغذی سنگارنا سنوارنا جھنڈیاں ٹوپیں و مرچاں وغیرہ وغیرہ۔
١٣- فرش در فرش قالین۔ دریاں۔ شامیانے۔ قناتیں وغیرہ۔
١٤- سٹیج۔
١٥- کرسی۔
١٦- میز۔
١٧- گلدستے وغیرہ وغیرہ۔
١٨- چندے۔

١٩- اعلانات۔
٢٠- سپیکر۔
٢١- دعوت نامے۔
٢٢- تعارف
٢٣- مقرر اول تلاوت۔
٢٤- نعت خوانی یا منقبت پھر تقریر وغیرہ وغیرہ۔

نعرے بدعت

مخالفین کو ضد صرف نعرہ رسالت وغیرہ سے ہے حالانکہ ١۔ نعرہ تکبیر بدعت ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام تابعین ائمہ مجتہدین کے مواعظ کی تاریخ پڑھ لیں کہیں ثابت نہیں کہ پہلے ایک کہے نعرہ تکبیر پھر مجمع بولے "اللہ اکبر" یہ طریقہ بدعت ہے اگرچہ سادہ طرز میں کہیں کسی موقعہ وعظ وغیرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اللہ اکبر کہہ دینا اور بات ہے اس موضوع پر فقیر کا رسالہ "نعرہ تکبیر بدعت ہے یا نعرہ رسالت" پڑھیے

٢- مقرر کے آنے پر نعرہ۔
٢- تخت و تاج ختم نبوت کا نعرہ۔
٤- مقرر کے نام پر نعرہ۔
٥- تقریر کے درمیان گاہ بے گاہ نعرہ۔
٦- صدر مجلس وغیرہ کا نعرہ۔

مولانا مولوی بدعت

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کا کیا کہنا آپ کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ کا علم اغواث واقطاب اور ائمہ مجتہدین پر بھاری تھا اور دور حاضرہ سے نامعلوم کب سے اہل علم کا لقب مولوی مولانا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صاحبان علم تھے تو ان پر یہ

کہیں کسی حدیث میں نہیں۔ جیسے مولوی ابوبکر مولوی عمر مولوی عثمان مولوی علی مولانا بلال مولانا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم علامہ عبدالرحمٰن بن عوف علامہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم وغیرہ وغیرہ ایسے ہی شیخ الحدیث۔ مفتی۔ قاضی۔ امام وغیرہ وغیرہ۔ وہ حضرات ان القابات کے زیادہ حقدار تھے اگر یہ القاب بدعت کے طور تم فخریہ طور جائز سمجھتے ہو تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

حافظ وقاری حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل ہوا آپ کا قرآن کا حافظ ہونا لازمی امر ہے آپکے اکثر صحابہ کرام بلکہ صدیوں تک صرف حفظ کا سلسلہ رہا ناظرہ کا طریقہ بدعت حجاج ظالم نے شروع کیا ایسے ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر صحابی رضی اللہ عنہ تجوید وقراۃ کا امام کر آنے والے قراء ان کے سامنے۔ لیکن یہ لقب نہیں ملا بلکہ صدیوں تک اس کا نام و نشان نہیں ملتا ہاں احادیث مبارکہ میں حافظ القرآن کو حامل القرآن کہا گیا ہے اور قاری کا لقب اہل علم کا تھا اور بس اب ہمارا ہر چھوٹا بڑا معمولی تجوید اور مشق کرے تو قاری ہے اور چند سورتیں یاد کرے تو حافظ ہے تو حافظ وقاری کا لقب بدعت ہوا اور یہ نہ صرف برداشت ہے بلکہ عین اسلام۔

شبینہ بدعت ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنا جیسا کہ آج کل حفاظ میں مروج ہے صدیوں تک اس کا نشان نہیں ملتا جو دیوبندیوں کے نزدیک بھی جائز ہے لیکن غیر مقلدین ناجائز کہتے ہیں تفصیل فقیر کی کتاب شبینہ میں پڑھیے۔

فرق بتایئے ذیل کے امور بدعت ہی بدعت ہیں لیکن وہابی دیوبندی اہلسنت کے معمولات کو بدعت اور باقیوں کو سنت اور یا کم از کم مستحب یا مباح مانتے ہیں ایسا کیوں یہ ایک مخفی راز ہے یا وہ خود جانتے ہیں یا جس نے انہیں یہ پٹی پڑھائی۔

ع بعض کذا میہ اور بہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین و اسلاف صالحین رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں ختم کرنے کا ثبوت ملتا ہے (اویسی)

جائز۔	ایمان مجمل و مفصل اور شش کلمے پڑھے جاتے ہیں کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اگرچہ پڑھنے کا انکار نہیں۔
ناجائز	درود تاج۔ درود لکھی۔ درود ہزارہ۔
جائز	مدرسہ دار العلوم۔ مکتب۔ تعلیم القرآن پھر ان کے ہزاروں بلکہ لاکھوں تک علیحدہ اسماء مشہور ہوئے۔ مثلاً جامعہ فلاں۔ دار القرآن، دار الحدیث دار العلوم فلاں وغیرہ وغیرہ پھر ان کی تعمیرات کے مختلف ڈیزائن وغیرہ۔
ناجائز	اولیاء کرام بلکہ خود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ جات حرام۔ اولیاء کرام سے منسوب سلاسل (قادریہ چشتیہ۔ سہروردیہ، نقشبندیہ اویسیہ (ناجائز) خانقاہوں کی تعمیرات۔ لنگر خانے وغیرہ وغیرہ۔
جائز	نماز کی زبان سے نیت کرنا۔ صدیوں بعد کی ایجاد ہے) حالانکہ یہ بھی بدعت ہے۔
ناجائز	اذان سے پہلے یا بعد کو درود شریف کیونکہ یہ بدعت ہے۔
جائز	قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا ان کے علیحدہ علیحدہ نام رکھنا ان پر اعراب اور شد وغیرہ وغیرہ (کیونکہ قرآن پڑھنے میں سہولت ہوتی ہے۔
ناجائز	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد وغیرہ کے لیے آرائش و زیبائش

	اور عید کی طرح خوشی ہوتی ہے۔
جائز۔	طالب علم، متعلم، درویش، تلمیذ، سٹوڈنٹ وغیرہ، مدرس معلم۔ استاد۔ شیخ پیران کے درجات۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس شیخ القرآن۔ جیسے ہزاروں القاب وخطابات۔
ناجائز	حضور علیہ السلام کو دافع البلاء والوبا جیسے القاب اور درودوں میں القاب وغیرہ پڑھانا۔
جائز	تعلیم کے اوقات، شوال سے آغاز شعبان میں اختتام۔ ہفتہ میں جمعہ کے روز چھٹی۔
ناجائز	گیارہویں شریف ومیلاد شریف اور عرس اور جمعراتیں وغیرہ کی تاریخیں حرام وناجائز وغیرہ۔
جائز	امتحانات سہ ماہی۔ ششماہی۔ نوماہی۔ سالانہ
ناجائز	تیجہ۔ دسواں۔ چہلم۔ برسی وغیرہ سب حرام۔
جائز	مدرسہ چلانے کی کمیٹی مہتمم، ناظم، سیکرٹری، خزانچی، اراکین، ممبران وغیرہ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ میلاد النبی عیدوں کی عید میں دیکھئے۔

خاتمہ | مسلمانوں کو یقین کرنا چاہیئے کہ ہر بدعت بری نہیں بلکہ وہ بدعت بری ہے اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں جو کسی حدیث شریف کے خلاف ہو اسے اصطلاح اسلام میں بدعت حسنہ کہا جاتا ہے اسی لیے علماء اسلام نے بدعت کی پانچ قسمیں بتائی ہیں جنہیں فقیر نے کتاب ہذا کے ابتداء میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔

لطیفہ: میرا تجربہ ہے کہ ان کے بڑے سے بڑے مولوی کو بھی بدعت کی تعریف نہیں آتی آزمالیجئے بلکہ ان کی اس موضوع پر سینکڑوں پمفلٹ ورسالے کتابیں لکھی جا چکی ہیں بدعت کی مذمت کر کے میلاد وعرس۔ گیارہویں صلوۃ وسلام کے پیچھے پڑ جائیں گے میں نے ان کے اکابر کی تصانیف کو دیکھا تو عجیب منظر سامنے آیا۔

کبھی کچھ تو کبھی کچھ | بدعت کی تعریف میں انکا کوئی کچھ کہتا لکھتا ہے کوئی کچھ بعض ان کے بزرگوں نے تو لکھا کہ

۱۔ بدعت وہ ہے جو تین قرنوں کے بعد یعنی صحابہ وتابعین کے بعد ایجاد ہو۔

۲۔ مائۃ مسائل میں لکھا ہے جو چیز بعد صحابہ وتابعین نکالی جائے وہ بدعت ہے۔

تیسرا قول کہ صحابہ کے بعد جو قول فعل حادث ہو وہ بدعت ہے چوتھا قول جو امر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے غرض ایسے کئی اقوال ہیں جو بدعت کی تعریف میں منکرین نے لکھے ہیں سب آپس میں مختلف ہیں فقیر نے گزشتہ اوراق میں بلا امتیاز بے شمار مثالیں قائم کی ہیں یہاں ان کی بدعت کی تعریف کی چکر بازی پر مزید چند مثالیں قائم کرتا ہے۔

اقوال وہابیہ بر احکام اسلامیہ | وہابیوں دیوبندیوں کا چوتھا قول کہ جو کام حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ ہو وہ بدعت ہے انکا یہ قول صراحۃً غلط ہے ہزاروں احکام شرعیہ کو بدعت کہا

میں ڈال کر اسلام دشمنی کا ثبوت دیتا ہے مثلاً

۲۰ تراویح

نماز تراویح کو اس لیے بدعت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات پڑھ کر جماعت چھوڑ دی نہ اس میں بیان ہوا کہ اول شب میں پڑھنا چاہیئے یا آخر شب میں تمام رمضان میں یا کسی ایک دو رات میں نہ مقدار قراءت کا بیان تھا کہ ختم قرآن ہو یا نہ ہو نہ بیان ہوا کہ گھر پڑھے یا مسجد میں نہ کچھ اہتمام کیا، جماعت کا ارشاد ہوا تھا اسی طرح حضرت ابوبکر کے زمانہ میں پھر حضرت عمر نے اس میں زیادہ اہتمام کیا جب حضرت عمر نے اس نماز کو جاری فرمایا اور بعض تعینات و خصوصیات بھی زائد فرمائے تب بباعث عارض ہونے ہیئت کذائی کے ابو امامہ نے اور حضرت عمر نے بھی بدعت اور اچھی بدعت فرمایا اس وقت صحابہ میں ظاہر کر دیکھو یہ قیام اس اہتمام و جماعت اور قیود کے ساتھ تم نے ایجاد کیا ہے اب اس کو ترک مت کیجو۔

لطیفہ: اسی وجہ سے بعض غیر مقلدین وہابی سیدنا امیر عمر رضی اللہ عنہ پر ناراض ہیں اور آپ کو بدعتی کہتے اور لکھتے ہیں۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب شتر بے مہار)

بدعت پر مداومت کی وصیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اور کون عاشق اسلام ہوگا وہ تو اسلام کے خلاف معمولی سی کمی پر سر کٹانے کو فخر سمجھتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور کبھی کسی کو اسلام میں کمی بیشی کو برداشت نہ کرتے چھوٹی چھوٹی باتوں پر سینہ سپر ہو جاتے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس تراویح کی بدعت پر سب کے سب متفق ہو گئے بلکہ اس پر مداومت کی تاکید شدید فرماتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ قال ان اللہ کتب علیکم صیامہ ولم تکتب علیکم قیامہ وانما

القیام شیئ ابتدعتموہ فدوموا علیہ ولا تترکوہ فان ناسا من بنی اسرائیل ابتدعوا بدعۃ ابتغاء رضاء اللہ تعالٰی نعاتبھم اللہ تعالٰی بترکھا ثم تلٰی ورھبانیۃ ن ابتدعوھا اخرج سعید بن منصور فی سننہ نقلہ

(صاحب تفسیر روح البیان)

ترجمہ: ابو امامہ باہلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے تم پر روزے فرض کئے اور اس کا قیام (یعنی تراویح) فرض نہیں کیا قیام ایسی چیز ہے جس کو تم نے خود نیا نکالا پس اس پر دوام کرو اس کو نہ چھوڑو کیونکہ بنی اسرائیل نے ایک نیا کام (رہبانیت) خدا کی رضامندی کے لیے نکالا تھا پھر ان کے چھوڑنے پر خدا تعالٰی نے ان پر عتاب فرمایا پھر یہ آیت رہبانیت پڑھی (آیت رہبانیۃ کا قصہ فقیر کی تصنیف ثبوت حسنہ میں ہے۔

فائدہ

بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجاد کردہ امور کا بلا استیعاب جائزہ لیا جائے تو دین و اسلام میں ہزاروں امور بدعت کی زد میں آتے ہیں جنہیں یہودیوں اور عیسائیوں کو خوش کرنے کیلئے تحریک وہابیہ سے متاثر فرقے آج بھی برائی سے یاد کرتے ہیں دیکھئے۔ (شتر بے مہار)

بدعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال بدعت نہیں جس فرقے نے بدعت کی یہ تعریف سمجھ رکھی ہے کہ جو کام حضور علیہ السلام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے اس کے لیے یہ چند حوالے حاضر ہیں۔

بدعت شیخین

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو غیر مرتب چھوڑ گئے شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اسے مرتب فرمایا اگرچہ اس پر بھی بدعت ہونے کا اعتراض اٹھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

(واللہ هو خیر" بخاری) بخدا وہ اچھا عمل ہے۔ پیش کرکے قرآن مجید کو مجمع صحابہ کی موجودگی میں مرتب فرمایا۔

بدعت فاروقی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کا موجودہ طریقہ ایجاد فرما کر کہا (نعمت البدعۃ ہذہ) اس کی تفصیل بھی گزری ہے۔

بدعت عثمانی ۱

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ مختلف قراءتوں پر جھگڑا اٹھتا ہے تو آپ نے صرف ایک قراءۃ قریش پر قرآن مجید کو جمع فرما کر ضرورت اسلام پوری کر کے جامع القرآن کا لقب پایا۔

بدعت عثمانی ۲

بخاری نے کتاب الجمعہ میں چار حدیثیں نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد شیخین میں جمعہ کی صرف ایک اذان ہوتی تھی، حضرت عثمان نے اپنے دور میں ایک اذان کا اور اضافہ کر دیا لیکن اسے بدعت ضلالت کسی نے بھی قرار نہیں دیا بلکہ تمام امت نے اس نئی بات کو قبول کر لیا۔

یعنی جمعہ کی صرف ایک اذان (زمانہ عثمان کے پہلے چند ایام تک) ہوتی رہی لیکن حضرت عثمان نے زمانہ کی ضرورت محسوس فرما کر ایک اور اذان ایجاد فرمائی جو آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

فائدہ

یہ اذان بیس تراویح کی طرف بدعت ہے لیکن غیر مقلدین وہابی بیس تراویح نہ پڑھنے کا عذر بھی گھڑتے ہیں بیس تراویح حضور علیہ السلام نے نہیں پڑھیں (حالانکہ پڑھی ہیں) اس لیے بیس نہیں پڑھتے تو یہ اذان بھی حضور نے نہیں پڑھائی اسے بھی چھوڑ دو۔

نماز چاشت بدعت

حضرت عبداللہ ابن عمر صلوٰۃ ضحیٰ (نماز چاشت) کے لیے خود بدعت۔ اور احداث کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ "انها لمن احسن ما احدثوا" یہ ان بہترین نئے کاموں میں سے ہے جو لوگوں نے نکال لیے ہیں نیز فرماتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کوئی ایسا نیا کام نہیں کیا جو مجھے اس سے زیادہ پسند ہو۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی ص۲۳ میں ہے حضرت شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سمعت ابن عمر یقول ما ابتدع المسلمون افضل من صلوۃ الضحی وروی ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح عن الحکم بن عبداللہ ابن اسحق بن الاعرج قال سألت ابن عمر عن صلوۃ الضحی فقال بدعۃ ونعمت البدعۃ وروی عبدالرزاق باسناد صحیح عن سالم عن ابیہ قال لقد قتل عثمان وما احد لیسبحہا وما احدث الناس شیئا احب لی منها وروی سعید ابن منصور عن مجاهد عن ابن عمر انها لمن احسن ما احدثوا اور یہ روایت اخیر سعید بن منصور فتح الباری و دیگر شروح بخاری میں بھی موجود ہے۔

فائدہ

کم از کم اس سے اس فرقہ دیوبند اور وہابیہ کا رد تو ہو گیا جو لفظ ہی بدعت کو ہی بیہودہ بری ہے لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد گرامی کی تقلید میں اسے نعمت البدعۃ (اچھی بدعت کہہ دیا)

سوال ۱: جب یہ نماز احادیث سے ثابت ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بدعت کیوں فرمایا۔

جواب ۱: کہ اصل نماز پر ان کا انکار نہیں تھا کیونکہ وہ تو ان کے نزدیک بدعت حسنہ

افضل واحسن کام تھا اس پر انکار کس طرح فرماتے بلکہ اگر انہوں نے انکار کیا ہے تو اس بات پر کیا ہے کہ لوگ اس کو نماز فرائض کی طرح جمع ہو کر اہتمام سے مسجدوں میں اعلاناً پڑھتے ہیں یا خلاف اصل تھی کیونکہ صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے

فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ اور یہ بھی صحیح حدیث ہے صلوا ایہا الناس فی کہ سوائے نماز فرض کے اور نوافل آدمی گھر میں پڑھا کرے اور ترمذی میں ہے کہ کی روائتیں حضرت عمر اور جابر اور ابو سعید اور ابو ہریرہؓ اور ابن عمر اور عائشہ اور عبداللہ اور زید بن خالد سے روایت کی گئی ہیں ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر کا اجتہاد مقتضے ہوا نوافل کے لیے جب حکم ہے صلوا فی بیوتکم اور یہاں لوگوں نے یہ کیا کہ دائمی طور پر ہمیشہ مسجد تو یہ مخالف ٹھہرا فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب۲ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ کا تھا اور اس وقت تک جمیع فرائض و نوافل بجز ایک دو گھر ہوئے تھے بناء علیہ مجتمع ہو کر مساجد میں نماز چاشت پڑھنے سے لوگوں کو اس کو بھی فرض واجب... اعتقاد کرتے چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ غنیۃ الطالبین ہیں۔ وانما اراد وابذالک لئلا تشبہ بصلاۃ الفرض فیعتقد الناس وجوبہا الی آخرہ ان عبارت صاف ظاہر ہو گیا کہ اگر نماز چاشت پر انکار ہوا ہے تو وہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دائمی ہمیشہ فرائض اور نوافل کے سبب تھا بناء علیہ یہ مخالفین کہنا کہ یہ انکار فقط عدم مخدوش و ساقط الاعتبار ہے۔

تحقیق صلوٰۃ الضحیٰ حسنہ بدعت ہے

اس نماز کے لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بدعت فرمایا۔

ایسے ہی بہت سے امور اس بحث میں لائے جا سکتے ہیں لیکن صرف اسی پر اکتفا کر کے پھر دہرا کہتے ہیں جو مولوی عبدالحی لکھنوی نے اقامۃ الحجۃ میں کہا۔

ان ماکان فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواء کان فعل بنفسہ او فعلہ اصحابہ وقراہم علی ذالک لیس بدعۃ اتفاقاً۔ ومالم یکن فی عہدہ بل حدث بعدہ فہو بدعۃ بالمعنی العام بمعنے المحدث مطلقاً بعد العہد النبوی وھو لا یخلو اما ان یکون من قبیل العادات او من قبیل العبادات فان کان الاول فھو لیس بدعۃ ضلالۃ اصلاً مالم یدل دلیل شرعی علی قبحہ وان کان الثانی فھو لا یخلو اما ان یکون حدث فی زمن الصحابۃ الی ان قال واما ان یکن حادثاً بعد ذالک الی یومنا۔

بے شک وہ عمل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہوا خواہ اسے آپ نے خود یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں کسی نے جس کی آپ نے تقریر زبانی یعنی نہ روکا تو وہ بدعت نہیں۔ اور وہ جو آپ کے زمانہ اقدس میں عمل حادث ہوا تو وہ بمعنی عام بدعت۔ ہے مطلقاً کیونکہ آپ کے زمانہ کے بعد حادث ہوا اور پھر وہ یا تو افعال عادات سے ہے یا قبیل عبادات سے اگر پہلا ہے تو بھی بدعت ضلالہ نہیں جب تک کہ اس کی قباحت پر دلیل شرعی قائم نہ ہو اگر از قبیل عبادات سے ہے تو وہ زمانہ صحابہ میں حادث ہوا ہے یا ہمارے زمانہ تک جب تک اس کے اوپر دلیل شرعی قائم نہ ہو وہ بدعت ضلالہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ ہو یا بعد کا جو امر اصول شرع سے نہ ٹکرائے وہ بدعت حسنہ ہے اور جو امر اصول شرع سے ٹکرائے تو وہ بدعت سیئہ

ہے اسی لیے محدثین کرام نے فرمایا کہ حدیث کل بدعة ضلالة مخصوص عنہ البعض ہے اسی معنی پر بدعت پانچ قسم ہے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

ازالہ وہم جنہوں نے اس حدیث کو عام رکھا ہے وہ بھی دوسرے قاعدے سے بدعت حسنہ کے منکر نہیں مثلاً طریقہ محمدیہ میں علامہ برکلی قدس سرہٗ نے لکھا کہ۔

ما قيل فيه بدعة حسنة من جنس العبادات وجدته ماذوناً فيه من الشارع اشارة او دلالة (اقامة الحجة صـ۵)

وہ جو کہا گیا ہے بدعت حسنہ جنہیں عبادات سے ہے میں نے اس کی اجازت شارع سے پائی۔ اشارۃً یا دلالۃً۔

اس کے بعد مولوی عبدالحیٔ لکھنوی نے اس گروہ کی مذمت فرمائی ہے جو کہتے ہیں کہ جو فعل حضور علیہ السلام کے بعد حادث ہے وہ کلیتہً بدعۃ ضلالہ ہے۔

انتباہ بعض بے وقوف "ہر بدعت" کو حسنہ میں شامل کر لیتے ہیں حالانکہ وہ بدعت سیئہ ہوتی ہے لیکن چونکہ انہیں قواعد شرعیہ سے ناواقفیت ہوتی ہے اسی لیے ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ وہ امور جو شرع شریف کے اصول کے خلاف نہ ہوں بلکہ اصول شرع کے مطابق کسی فعل شرعی کے مؤید ہوں وہ شرعاً مستحسن ہیں ورنہ مستنکر (برے) اور بدعت سیئہ۔

بدعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ علم نحو کا ابوالاسود دؤلی نے باجازت حضرت علی رضی اللہ عنہ نحوی قواعد کا آغاز کیا جو آج تک ہم نحو کے فن کو ضروریات دین سے سمجھتے ہیں۔

بدعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء صـ۱۵۳ میں لکھا کہ

اول من وضع البريد فى الاسلام۔

سب سے پہلے ڈاک کا باقاعدہ انتظام کی بدعت امیر معاویہؓ نے شروع کی۔

بدعت تعدد صلوٰۃ العید فی مصر واحد یعنی ایک شہر میں دو عیدوں کی بدعت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جاری فرمائی کما قال ابن تیمیہ فی منہاج السنۃ صـ۲۴ ج۳) احدث علی بن ابی طالب یعنی شہر میں دو عیدوں کی بدعت حضرت علی نے ایجاد کی۔ حالانکہ حضور علیہ السلام اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ تک ایک شہر میں صرف ایک عید پڑھائی جاتی تھی لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جاری کردہ بدعت حسنہ پر تاحال عمل جاری ہے۔

جماعت ثانیہ ہم اہلسنت اسے سنت کہتے ہیں لیکن وہابی دیوبندی حسب عادت اسے بدعت کہتے ہیں مولانا عبدالحی لکھنوی ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وظن بعض ان الاذان والاقامة للجماعة الثانية بدعة وهو ظن فاسد" لما ذكره البخارى فى باب فضل الجماعة تعليقا.

جاء انس رضى الله عنه الى مسجد قد صلى فيه فاذن واقام وصلى جماعة ذكره القسطلانى فى شرحه. ان هذا الاثر وصله ابويعلى

حضرت انس مسجد میں تشریف لائے اس میں جماعت ہو چکی تھی آپ نے اذان و اقامت جدید سے نماز باجماعت پڑھی۔ شارحین لکھتے ہیں کہ وہ بیس آدمی تھے اور یہ نماز صبح تھی جس میں یہ احتمال

وقال وقت صلاة الصبح وفی روایة بیہقی انه مسجد بنی رفاعه فی مدینة البقرة.

منقطع ہوگیا کہ شامل ہونے والے متنفل تھے۔

تفصیل فقیر کے رسالہ" جماعت ثانیہ پڑھئے۔

بہرحال مولوی عبدالحی لکھنوی کا مقصد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر صحابہ کرام سے جماعت ثانیہ کا ثبوت نہیں ملتا (حالانکہ ملتا ہے) البتہ جماعت ثانیہ کے لیے جدید اذان واقامت کا ثبوت نہیں ملتا اس معنی پر یہ بدعت حسنہ از الس صحابی ثابت ہوئی۔

وعظ وتقریر بدعت

بہیئت کذائیہ وعظ وتذکیر بھی بدعت ہے جیسا کہ حضرت حسن البصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ بدعت کب سے رائج ہے آپ نے فرمایا خلافۃ عثمان سے بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، یہ بدعت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے جاری کی بہت سے امور کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدعت کہہ دیتے تھے۔ حالانکہ وہ بدعت نہیں سنت ہوتے ہیں۔

بسم اللہ نماز میں جہراً پڑھنا

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز میں بسم اللہ پڑھی تو اس میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھ ڈالی تو مجھے میرے والد نے فرمایا ای بنی محدث" بیٹے یہ بدعت ہے (اقامتہ الحجہ)

ف، دیکھئے صحابی نے بسم اللہ کو بدعت کہہ دیا

امور صحابہ رضی اللہ عنہم حضور کے سامنے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایجادات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ بدعت اس کا نام نہیں

جو مخالفین نے سمجھ رکھی ہے بلکہ بدعت اچھی بھی ہوتی ہے ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے امور کی ایجاد نہ کرتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشاء مبارک بھی یہی تھا چنانچہ آپ کی ظاہری زندگی میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی طرف سے کوئی عمل کرتے اگر وہ اچھا ہوتا تو حضور علیہ السلام اس کی اجازت بخش دیتے اگر اس کے برعکس ہوتا تو روک دیتے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ہجرت سے پہلے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو مدینہ طیبہ میں مقیم تھے انہیں سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے جمع کر کے نماز جمعہ پڑھا دی حالانکہ ابھی جمعہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا صحابی نے اپنے طور نیک کام سمجھ کر اس کا آغاز فرمایا تو بجائے منع کرنے کے اس کی اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیق وتائید فرمائی کہ بعد کو جمعہ کا حکم نازل ہوا۔

۲۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے قراءت لمبی پڑھی تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے ناراض ہو کر علیحدہ جماعت کرا دی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں مقدمہ پیش ہوا تو آپ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور فرمایا

یا معاذ افتان انت اے معاذ کیا تم فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو۔ اس واقعہ میں صحابی نے جماعت ثانیہ کی بدعت کا ارتکاب کیا جس کا حضور علیہ السلام نے نہیں فرمایا تھا بلکہ صحابی رضی اللہ عنہ نے از خود اس پر عمل فرمایا تو آپ نے اسے نزدیک کا اسی لیے فقہاء کرام نے جماعت ثانیہ کا استدلال بھی فرمایا ہے (تفصیل فقیر کے رسالہ" جماعت ثانیہ" میں ملاحظہ ہو۔

نوٹ، بظاہر دیکھا جائے تو فتنہ تو اسی صحابی رضی اللہ عنہ سے سرزد ہوا کہ جماعت کے مقابلہ میں دوسری جماعت کرا دی لیکن الٹا حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ

عنہ کو سرزنش فرمائی اور وہی سرزنش مسئلہ شرعیہ بن گیا کہ جماعت میں امام کو لمبی قراۃ کردہ ہے اگر مقتدیوں کو برداشت نہ ہو۔

۳- ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر نماز میں فاتحہ کے بعد ختم سورۃ کے ساتھ سورۃ اخلاص لازماً پڑھتے جس کا حضور علیہ السلام نے حکم نہیں فرمایا اس کی شکایت ہوئی تو اس نے عرض کی مجھے اس سے محبت ہے آپ نے فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔

۴- سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا تحیۃ الوضو از خود شروع فرمانا بھی اسی قبیل سے ہے اس قسم کی ہزاروں مثالیں کتب احادیث میں موجود ہیں ورنہ وہ احادیث مبارکہ بھی ہیں جن میں کسی صحابی سے خلاف شرع معمولی سی خامی دیکھی گئی تو اسے فوراً روک دیا گیا مثلاً

۱- ایک صحابی رضی اللہ عنہ تعدیل ارکان نہ کی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صل فانک لم تصل دوبارہ نماز پڑھ اس لیے کہ تیری نماز نہ ہوئی اس طرح اس کے ساتھ تین بار ہوا۔

۲- ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ نماز میں شامل ہوا جب کہ امام رکوع میں جا چکا وہ وہی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شامل ہو کر صف میں شامل ہوا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تعد آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اسی لیے ہمارے فقہاء احناف نے فرمایا کہ فاتحہ خلف الامام ضروری ہوتی تو اس صحابی کو پہلے صحابی کی طرح نماز از سر نو پڑھنے کا حکم ہوتا اگرچہ اس طرح کرنا مکروہ ہے لیکن نماز ہو گئی

بہرحال ثابت ہوا کہ بدعت سیئہ وہ ہے جو کسی حدیث کے خلاف کوئی عمل ایجاد کیا جائے اگر کسی حدیث پاک یا اسلام کے کسی طریقے سے نہ ٹکرائے اور

اس سے دین کو فائدہ ہو تو نہ صرف اجازت ہے بلکہ ان پر اجر و ثواب کا مژدہ بہار سنایا گیا چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱- مشکوۃ باب العلم میں ہے۔

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا ومن اجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیٔ۔

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو گا اور جو شخص کہ اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہو گی۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں کار خیر ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

۲- عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

ف، اس سے ثابت ہوا کہ اہل کلمہ گو جس نیکی پر اتفاق کریں اللہ تعالٰی کے ہاں بھی وہ نیکی قبول ہوتی ہے۔

۳- انما الاعمال بالنیات

اعمال کا دارومدار نیات پر ہے۔

ف: اس سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام اپنے امور میں نیکی کا ارادہ رکھتے ہوئے ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں جن کے لیے اگرچہ آیات و احادیث

میں تصریح نہیں لیکن اشارات ملتے ہیں تصریح نہیں لیکن اشارات ملتے ہیں یا کم از کم آیات واحادیث کے معارض تو نہیں پھر شرعی قاعدہ ہے "نیت سے عادات بھی عبادت بن جاتی ہے چنانچہ جلد پنجم بحث قربانی اور مرقات بحث نیت میں ہے۔

فان النيات تجعل العادات عبادات

۵۔ حدیث شریف میں ہے۔

انتم شهداء الله على الارض | اے اہل اسلام زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

ف ۱۔ اس سے ثابت ہے کہ ہمارے جملہ امور مختلف فیہا کے متعلق سوائے چند لوگوں تمام اہل اسلام نیکی کی گواہی دیتے ہیں فلہذا ان میں بدعت وغیرہ کہنا داخلت فی الدین ہے۔

۶۔ حدیث شریف میں ہے

من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم۔ | جو کسی نیکی کے لیے کسی کو بلاتا ہے تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس نے دوسروں کو جنہوں نے اس کی دعوت پر عمل کیا۔ (رواہ مسلم)

ف: یہی وجہ ہے کہ اولیاء علماء محدثین فقہاء نے جس قدر اسلام کے فائدے کیے اور تجویز کئے آج تک انہیں ان کا ثواب مل رہا ہے۔

۷۔ حضور نبی علیہ السلام نے تہتر فرقے بتا کر بہتر جہنمی بتلائے اور ایک ناجی اور اس کی دو علامتیں بتائیں۔

۱۔ ما انا عليه و اصحابی (رواہ الترمذی)

یعنی جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اس سے عقائد و قول و فعل مراد ہے کذا فی المرقات اور بحمدہٖ تعالیٰ صحیح عقائد کی دولت اور صحابہ کرام کے معمولات اور ان کے اقوال پر عمل کی توفیق صرف اہلسنت کو نصیب ہوا ہے اس کی تشریح فقیر نے الاصابة فی عقائد الصحابہ میں کر دی ہے۔

فہرست بدعات سیئہ

(۱) خطبہ قبل صلوٰۃ العیدین صحیح بخاری یہ بدعت مروان نے جاری کی تو اسے صحابہ کرام نے ٹھکرا دی اس لیے کہ یہ احادیث صحیح کے منافی ہے۔

۲۔ رفع الیدین للدعاء فی خطبۃ الجمعہ یہ بدعت بشر بن مروان نے جاری کی تو اسے صحابہ نے ٹھکرایا۔ (مسلم صہ ۲۹۲ ج ۱ و ابوداؤد صہ ۲۸۹ ج ۱)

۳۔ ہر نماز کے بعد بلاوجہ سجدہ سہو کرنا

۴۔ جمعہ میں ترقیہ یعنی منبر پر بیٹھنے کے بعد السلام علیکم کہنا۔

۵۔ اردو وغیرہ میں جمعہ وغیرہ کا خطبہ پڑھنا

۶۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عوام بغرض تقرب صیحانی کھجور مسجد شریف میں کھاتے ہیں اور اس کی گٹھلی اس میں ڈالتے رہیں یہ فعل بدعت اور ناپسندیدہ ہے (المناسک)

تشریح از اویسی غفرلہ

یہ طریقہ زمانہ سابق میں ہوگا ہم نے مسجد شریف میں آج کل ایسے لوگ نہیں دیکھے اس دور کی بدعت سیئہ کا حال ہے۔

صیحانی کھجور اور معجزہ حضور شافع یوم النشور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض نے اس کھجور کا صیحانی نام رکھے جانے کی وجہ یہ روایت بتائی ہے جسے مؤید حموی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں (جابر) نے کہا میں ایک دن مدینہ کے

کسی باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کھجور کے درخت سے ہمارا گزر ہوا کھجور کا درخت چیخا یہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ علی سیف اللہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا اس کا نام صیحانی رکھ دو اسی دن سے اس کا نام صیحانی (چیخ لگانے والا) ہو گیا۔

بدعت سیئہ کی ان چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے مزید فقیر کی تصنیف ثبوت بدعت حسنہ میں ملاحظہ ہوں۔

بدعات سیئہ اعتقادی

جس طرح بدعت سیئہ عملی ہوتی ہے ایسے ہی اعتقادی اس سے بدتر ہے اسی کے لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کلها فی النار وہ تمام بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے وہ بھی بدعت سیئہ اعتقادی کے متعلق ہے کیونکہ گمراہ فرقے جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ شیعہ، چکڑالوی، مرزائی، غیر مقلد، دیوبندی عقائد بدعت اعتقادیہ ہیں کیونکہ یہ سب نبی علیہ السلام کے بعد بنے اور یہ لوگ ان کو اسلامی عقائد سمجھتے ہیں مثلاً دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے حضور علیہ السلام غیب سے (معاذ اللہ) بے خبر یا حضور علیہ السلام کا خیال نماز میں بیل، گدھے کے خیال سے بدتر ہے یہ ناپاک عقیدے بارھویں صدی کی پیداوار ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام بدمذاہب کے جملہ عقائد اپنے تیار کردہ ہیں اور اتنا غلیظ کہ انہیں سن کر یہودی بھی شرماتے ہیں۔

یہاں صرف چند نمونے دکھانے تھے کیونکہ اس رسالہ میں اصل موضوع ہے وہ بدعات جو مخالفین عمل میں لاتے ہیں لیکن انہی اصول پر اہلسنت کے معمولات صدیوں سے مروج ہو کر چلے آ رہے ہیں انہیں بدعت کہنا اور اپنے معمولات کو اسلام سمجھنا ان کا امتیازی

سلوک کیوں اور وہ بھی فتویٰ صادر ہوا وہابی تحریک سے اس سے قبل تاریخ اور اسلاف کی تصانیف موجود ہیں ان میں اکا دکا ابن تیمیہ کا مقلد یا معتقد کچھ لکھ گیا تو اسے پہلے بھی اسلاف صالحین نے ٹھکرا دیا تھا۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مخالفین کی میلاد دشمنی اور دیگر معمولات اسلاف سے مخالفت محض وہابی تحریک کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ وہابی تحریک محض اسلام دشمنی میں چلائی گئی۔

عرب و عجم میں مروجہ بدعت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر تا ایجاد سپیکر نماز سپیکر کے بغیر پڑھی جاتی رہی اب ظاہر ہے کہ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال بدعت ہے۔

اس لیے کہ شریعت مطہرہ کے احکام محکم غیر متزلزل اور دائمی ہیں اس میں تغیر و تبدل اور مداخلت احداث فی الدین ہے جب کہ شریعت نے قرات امام کی آواز تمام مقتدیوں تک پہنچانا لازم اور ضروری قرار نہیں دیا تو تمام مقتدیوں کو امام کی قرات آواز پہنچانے کے خارجی سعی کرنا سراسر تکلیف اور غیر مکلف سعی ہے اسی طرح تکبیرات انتقالات میں ہم آہنگی اور صوت امام کو تمام مقتدیوں تک پہنچانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو مقتدی تھوڑے ہوں گے کہ صوت امام ان کو براہ راست مسموع ہو جاتی ہوگی تو ایسی صورت میں اصلاً کسی مدد و اعانت کی حاجت ہی نہیں۔

یا مقتدی کثیر ہوں گے کہ صوت امام ان کو پہنچ ہی نہ سکتی ہو تو اس کے لیے شریعت نے بدل رکھا کہ مکبرین (جو شریک فی التحریمہ ہوں) کو قائم کر کے امام کی تکبیر کے تھوڑے وقفہ کے بعد اعادہ کرتے رہیں جیسا کہ احادیث منقولہ اور کتب فقہ متداولہ میں مصرح ہے اور شرائط مکبرین واضح ہیں دریں صورت جب کہ شریعت مطہرہ نے تکبیرات انتقال کے لیے مکبرین کے قیام کی سنت متوارثہ ارشاد فرمائی ہے تو اب کسی جدید سائنسی آلات کا دخل در عبادت چہ معنی دارد۔

ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز "عین صوت امام" ہے یا مثل وغیر صوت امام۔ متبعین سنت مطہرہ و مقلدین ائمہ غر کے لیے صرف اتنا دیکھنا کافی ہے کہ اس کے کسی عمل سے کسی سنت اور مسئلہ شرعیہ کا ارتفاع لازم نہ آئے جب کسی عمل سے کسی سنت اور حکم شرع کا ارتفاع لازم آتا ہے تو تمام علماء ملت اور فقہاء شریعت کے نزدیک وہ بدعت اور محدث ہے لامحالہ جب بوقت ضرورت لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں کیا گیا تو سنت قیام مکبرین کا ارتفاع لازم آیا لہٰذا قطع نظر عینیت و مثلیت و غیریت صوت امام، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال سرے سے ہی بدعت سیئہ ہوگا۔

اور اگر بطریق تنزل عینیت و غیریت کے اعتبار سے غور کیا جائے تو خود اس کے موجدین (سائنسدان) اب تک یہ نہیں بتا سکتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز ہے؟ تو پھر ہم کس طرح اس کی عینیت پر حکم لگا سکتے ہیں۔

غرضیکہ بہر طریق نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناروا ہے اور بدعت سیئہ ہے اور مثلیت و غیریت (جیسا کہ اب تک محقق ہے) کے اعتبار سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ رکوع و سجود اور تکبیرات انتقالات کرنا مفسد نماز ہے۔ یہ فتویٰ حضرت علامہ سید غلام معین الدین نعیمی خلیفہ و تلمیذ حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی نے مرتب فرمایا اور ان کے ہفت روزہ سواد اعظم میں شائع ہوا لیکن یہ بدعت ابھی ہمہ گیر اور غالب ہے کہ عرب و عجم کی شاید کوئی مسجد اور نماز اس کے وجود سے خالی نہیں لیکن ہمارے اکابر علمائے اہلسنت جیسے مفتی اعظم ہند جانشین امام احمد رضا بریلوی اور نائب امام احمد رضا۔ علامہ سردار احمد اور مفتی پاکستان حضرت علامہ ابو البرکات وغیرہم رحمہم اللہ فتویٰ مذکورہ کے قائل و عامل تھے یہاں تک علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کو فقیر نے خود

دیکھا کہ جونہی حضرت خواجہ محمد سلطان بالا دین اویسی رحمہ اللہ کی نماز جنازہ کے وقت سپیکر ہٹا کر بغیر سپیکر کے نماز جنازہ پڑھائی۔

فرقہ دیوبندیہ کی بیان کردہ بدعت

فرقے کے اصول کے لحاظ سے اکثر دیوبندی علماء ہمارے متفق ہونے کے باوجود اپنی وہابیت پر مہر ثبت کرنے کی وجہ سے خواہ مخواہ امور ذیل کو بدعات سیئہ کہہ دیتے ہیں۔

۱۔ کھانے پر فاتحہ پڑھنا ۲۔ چہلم ۳۔ ششماہی ۴۔ دسواں ۵ برسی ۶۔ عرس ۷۔ چراغ جلانا ۸۔ چادر چڑھانا ۹۔ نذر و منت ماننا ۱۰۔ میلاد ۱۱۔ قیام ۱۲۔ قبر پر چراغ جلانا ۱۳۔ جمعرات ۱۴۔ حیلہ اسقاط ۱۵۔ گیارھویں ۱۶۔ عشرہ محرم میں امام حسین کا ایصال ثواب ۱۷۔ یوم النبی ۱۸۔ بعد نماز جنازہ دعا ۱۹۔ بعد نماز جنازہ قرآن پڑھنا ۲۰۔ جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر ۲۱۔ ہر نماز کے بعد مصافحہ ۲۲۔ عیدین میں بغلگیر ہونا بدعت و طریقۂ روافض ہے ۲۳۔ شب برات ۲۴۔ شب قدر میں چراغاں مساجد ۲۵۔ دعا بعد سنن و نوافل اجتماعاً۔ ۲۶۔ تعزیت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ۲۷۔ قبر پر تعمیر کرنا ۲۸۔ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ نفلی روزہ رکھنا اور چوری و حلوا بانٹنا۔

نوٹ: ان کے بیانات خود شاہد ہیں کہ وہ اہلسنت کے جتنا معمولات ہیں اکثر کو بدعت میں ڈالتے ہیں لیکن غور فرمائیں تو یقین ہوگا کہ ان کا بدعت کا فتویٰ صرف ان امور پر ہوگا جن امور کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء کرام سے تعلق ہوگا ورنہ وہ خود ہزاروں بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں اور دیگر وہ بدعات جن کی تفصیل ابھی گزری ہے ان سے واضح ہے کہ ان بدعات کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھائی بلکہ ان پر صرف عامل ہیں بلکہ ان کی ترغیب و تحریص پر ہزاروں

صفحات لکھ مارے ہیں اس سے اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ انہیں تحریک وہابیت میں وافر حصہ نصیب ہے۔

وہ بدعات جن میں غیر مقلدین مبتلا ہیں

جو بدعات فقیر نے اوراق گزشتہ میں گنائی ہیں ان کی اکثر بدعات کے یہ بھی مرتکب ہیں یہاں چند نمونے عرض ہیں جن میں وہ تنہا مبتلا ہیں۔

بدعت ہرن کی قربانی

غیر مقلدین ہرن کی قربانی جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے۔

فتاویٰ ستاریہ ص۱۵ ج ۲۔

فائدہ: یہ ان کی اپنی ایجاد ہے ورنہ کسی حدیث صحیح چھوڑ ضعیف حدیث میں وارد نہیں ہوا لیکن جسے وہ خود ایجاد کریں وہ سنت ہے اور جو اہلسنت قرآن وسنت کی روشنی میں عمل کریں وہ بدعت ہے۔

بدعت مرغ اور مرغی کا انڈا اور ان کی قربانی

مہنگائی کے دور میں غیر مقلدین کو مبارک کہ ان کے ایک مجتہد نے لکھا کہ

۱- نر مرغ کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۲۷)

۲- انڈے کی قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ)

فائدہ: یہ بھی ان کی ایجاد بندہ ہے بدعت قبیحہ ہے کسی حدیث میں اس کے متعلق تصریح نہیں ہے

بدعت خطبہ

عربی میں پڑھنا سنت ہے لیکن غیر مقلدین اسے ہر زبان میں پڑھنے کے قائل ہیں جو خلاف سنت ہے اور بدعت سیئہ ہے چنانچہ عبدالستار دہلوی لکھتا ہے کہ وہ خطبہ ترجمہ پڑھنا جائز و درست ہے ..... اب

اگر صرف عربی میں خطبہ دیا جائے تو کون سمجھے گا خطبہ کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ فتاویٰ ستاریہ ص۹۵ ج ۱۔..

فائدہ: ثابت ہوا کہ نماز جمعہ کا خطبہ اردو میں پڑھتے اور جائز سمجھتے ہیں حالانکہ خطبہ جمعہ میں اردو پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ زمانہ صحابہ میں عجمی ممالک فتح ہوگئے تھے کہیں خطبہ غیر عربی میں ثابت نہیں نصیحت کے لیے خطبہ کے علاوہ دوسرے وقت وعظ کیا جائے۔

اعجوبہ

ادھر تو ان کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قول وفعل رسول (حدیث) مانتے ہیں اور بس یہاں تک کہ تراویح ۲۰ کے بھی اسی لیے منکر ہیں کہ وہ سنت عمری ہے لہٰذا بدعت ہے اور موج میں آجائیں تو قول وفعل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواہ نہیں جو جی میں آیا اس پر عمل کر لیا اسے کہتے ہیں نفس کا بندہ۔

اللہ اللہ کرنا بدعت

سوال: اکثر عورتیں جمع ہو کر ایک حلقہ بناتی ہیں اور ان پر با آواز بلند اللہ اللہ کرتی ہیں یہ جائز ہے یا بدعت ہے۔

(جواب) ہیئت مذکورہ کے ساتھ اللہ اللہ کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ص۶۶ ج ۱)

تبصرہ از اویسی غفرلہ

پہلے ہمیں یہ خطرہ تھا کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کے دشمن ہیں اب معلوم ہوا کہ انہیں اللہ کے ساتھ بھی عناد ہے ورنہ ذکر الٰہی اور بدعت یہ عجیب امر ہے صرف ہیئت کذائیہ سے یہ فعل بدعت کیوں بن گیا صرف اسی لیے کہ یہ معمولات اولیاء میں سے ہے ورنہ ذکر الٰہی کی قرآن وحدیث میں ہر وقت اور ہر طرح اجازت ہے۔ ہاں عورتوں کو احتیاطاً لازم ہے کہ اتنا آواز بلند نہ ہو کہ گھر کی چار دیواری سے باہر

سنا جائے۔

گردن کا مسح بدعت ہے

گردن کا مروجہ مسح کسی حدیث میں نہیں بلکہ احداث فی الدین (بدعت) ہے (فتاوی ستاریہ ص۵۲ ج۲)

دعا بعد نماز جنازہ

نماز جنازہ (کے لیے) دوبارہ دعا مانگنی بدعت ہے عوام کی اختراع ہے شریعت میں کہیں ثبوت نہیں۔

(فتاوی ستاریہ ص۹۱ ج۲)

تبصرہ اویسی غفرلہ

اس موضوع پر فقیر کا ایک بہترین رسالہ "الفوائد الممتازہ فی الصلاۃ بعد صلاۃ الجنازۃ" اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی نفیس تحقیق "بذل الجوائز فی الدعا بعد صلوٰۃ الجنازہ" پڑھیے۔

تعویذات بدعت

جو لوگ دعاؤں میں گرہ دے دے کر پڑھتے اور ٹونکے کرتے ہیں ان کے متعلق قرآنی تعلیم یہ ہے۔ ومن شر النفثات فی العقد اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے ایسے کاموں سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے الخ

(فتاوی ستاریہ ص۶۸ ج۱)

تبصرہ اویسی غفرلہ

وہی پرانی بیماری کہ اولیاء اللہ کے معمولات مٹ جائیں۔ یہ کہاں کا اصول ہے کہ بلا دلیل کسی امر کو حرام قرار دیا جائے طرفہ یہ کہ احادیث مبارکہ میں تعویذات کی اجازت ہے خود حضور علیہ السلام تعویذی کلمات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے گلے میں ڈالتے تھے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "تعویذات و عملیات اویسیہ"

آج کل معین نے اپنی طرف سے بنائے ہیں مثلاً درود تاج درود لکھی وغیرہ یہ

سب خلاف شرع اور حدیث کی رو سے بدعت ہیں ان سے بچنا ضروری ہے

(فتاوی ستاریہ ص۲۷ ج۲)

عبادت الٰہی کی کثرت بدعت

شب برات کو رات بھر نفلیات وغیرہ پڑھنا بدعت ہے اور اپنی جانب سے دین اکمل کے اندر زیادتی کرنی ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔ (فتاوی ستاریہ ص۶۴ ج۱)

تبصرہ اویسی غفرلہ

مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم نے ان کے اس غلط نظریہ میں ایک ضخیم تصنیف عربی تحریر فرمائی فقیر نے بھی اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے "غیر القسمۃ فی ان کثرۃ العبادۃ یست ببدعۃ" نیچریت۔ مرزائیت اور چکڑالویت حنفیت وغیرہ یہ پرانے بدعتیین معتزلہ خوارج وغیرہ ہیں (ملخصاً) (فتاوی ستاریہ ص۳ ج۱)

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا جائز ہے اگر نیت صحیح ہو۔

(ملخصاً فتاوی ستاریہ ص۱۵۲ ج۱)

قرآن کا بوسہ بدعت

قرآن کو بوسہ دینا خلاف سنت و تعامل صحابہ ہے۔ (فتاوی ستاریہ ص۱۸۲ ج۱)

تبصرہ اویسی غفرلہ

صحابہ کرام سے ثابت ہے اس کے حوالے گزر چکے ہیں

قبور پہ روشنی بدعت

قبور پر شیرینی تقسیم کرنا بدعت اور ممنوع ہے۔

(فتاوی ستاریہ ص۹۹ ج۱)

جواب، روشنی بر قبر بھی احادیث سے ثابت ہے امام احمد رضا بریلوی کا رسالہ میں ہے۔ غرض صحیح کے ساتھ قبر کے پاس خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چراغ جلانا مروی ہے کہ سنن ترمذی شریف صفحہ ۱۲، جلد ا میں ہے۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل قبر الیلا فاسرج لہ سراج ناخذہ من قبل القبلۃ و قال رحمک اللّٰہ ان کنت لاواھا تلاء القرآن وکبر علیہ اربعا وقال ھذا حدیث حسن)

ساراجہ بدعتی فرید بخش، نعمت علی رحمت۔ برکت علی۔ طفیل محمد۔ خورشید احمد میراں بخش، پیر بخش۔ عبد الغنی۔ غلام رسول اسمائے مذکورہ شرعاً نادرست ہیں بعض صریح شرک ہیں بعض مشابہ شرک اسی طرح لطف علی۔ کرم علی فیض علی۔ فیض محمد۔ طفیل عباس۔ غلام احمد۔ فیض احمد وغیرہ اسماء میں رضا فتین پس تیقیناً اس نے گناہ کیا اور توحید کی منزلوں سے دور جا پڑا بے شک عوام ان ہی نے ناموں کے رکھنے میں بہت کچھ غلو اختیار کیا ہے حتیٰ کہ خالص شرکیہ نام رکھنے لگے مثلاً عبد الحسین اور غلام فلاں اور غلام کے معنی ان کے عرف میں عبد کے ہیں پس ایسے نام رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ مشرک ہو گئے۔

اسماء مذکورہ فی السوال و ماضا ہاہا مثلاً عبد الرسول و عبد النبی و غلام محمد۔ غلام محی الدین۔ غلام جیلانی یا لڑکیوں کے نام امۃ الرسول، امۃ الحبیب۔ غلام فاطمہ۔ کنیز فاطمہ وغیرہ رکھنے رکھلانے شرعاً ناجائز و نادرست ہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ)

بطور نمونہ یہ اسماء لکھے گئے ہیں ورنہ اس پارٹی کے نزدیک سوائے چند اسماء کے باقی تمام نام بدعت ہیں اور کل بدعۃ ضلالۃ کے مصداق۔

وہابیہ غیر مقلدین فرقہ کا اوڑھنا بچھونا بھی بدعات ہے اسی لیے ہم پہلے ان کی کتب سے چند عبارات لکھ کر تردید کرتے ہیں۔

یوں کہنا "بحرمت یا بصدقہ یا بطفیل یا بواسطہ یا بحق

یا وسیلہ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم میرا فلاں کام درست کر دے عبد الستار دہلوی "غیر مقلد وہابی" لکھتا ہے کہ ائمہ دین اس وسیلہ شرکیہ و بدعیہ سے ہمیشہ منع کرتے چلے آئے اور قبل اس کے کہا کہ ایسا کسی حدیث صحیح چھوڑ ضعیف میں بھی نہیں پایا گیا۔ کذا فی فتاویٰ ستاریہ ص۱۔

تبصرہ اویسی غفرلہ غیر مقلدین ہمارے دور میں چار گروہ ہیں ۱۔ محمدی پارٹی ۲۔ روپڑی پارٹی ۳۔ غزنوی پارٹی ۴۔ ثنائی پارٹی۔

ہر ایک کے اپنے اپنے اصول و قواعد و ضوابط ہیں اور بوقت ضرورت ایک دوسرے کو کافر و بے ایمان کہتے بھی رہتے ہیں لیکن اہلسنت کے ساتھ محاذ آرائی میں نہ صرف یہی پارٹیاں بلکہ مودودی۔ دیوبندی۔ احراری۔ کانگرسی تبلیغی وغیرہ اکٹھے ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ سب مرزائیوں کو ملا کر آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لیے کہ یہ فرقے وہابیت کی شاخیں ہیں ان میں ایک کی بیان کردہ بدعات کو یوں سمجھنا گویا ان سب نے بیان کیا۔ چنانچہ تفصیل آتی ہے۔

بحرمتہ فلاں وغیرہ مذکورہ بالا عبارات کا مقصد یہی ہے کہ اللہ کی ذات کے سامنے وسیلہ پیش کرنا شرک اور الفاظ مذکورہ کہہ کر اللہ سے کچھ مانگنا بدعت اور پھر ڈھٹائی یہ کہ ایسا فعل حدیث صحیح چھوڑ ضعیف میں بھی نہیں پایا گیا۔

تردید وسیلہ کا انکار سب سے پہلے ابلیس لعین نے کیا اور اسی نے قسم کھائی کہ میں بنو آدم کو بھی اپنے ساتھ ملاؤں گا چنانچہ اس نے اپنی جد و جہد سے ایسے فرقے تیار کر لئے تفصیل فقیر کی تصنیف "دیوبند کی نشانی" پڑھیے۔

وسیلہ کا جواز اس کے لیے دلیل حدیث ذیل کافی ہے۔

وہابیوں کی بیان کردہ بدعات کا شمار

گیارہویں۔ تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں ششماہی۔ برسی۔ عرس۔ قوالیاں کرنا۔ کرانا۔ قبروں پر میلے ٹھیلے مقرر کرنا۔ کھانا آگے رکھ کر مروجہ فاتحہ خوانی کرنا۔ ماہ رجب رجبی منانا تبارک روٹیاں تقسیم کرنا۔ گھی ہزاری روزے رکھنا۔ شب برات منانا شعبان کی پندرھویں تاریخ کو خصوصاً والتزاماً حلوہ کھانا اور کھلانا۔ بیوی فاطمہ کی صحنک کرنا۔ امام ضامن کو نذر کرنا امام ضامن کے نام کا پیسہ بچوں کے گلے میں ڈالنا قل کے ڈھیلے قبر میں رکھنا قبر پر اذان کہلوانا وغیرہ وغیرہ یہ سب امور بدعات و محدثات اور بعض ان میں سے کفریات ہیں اور ان کے قائلین و فاعلین اہل بدعت ہیں۔ بدعتی جب تک بدعت سے تائب نہ ہو اس کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ صہ ۹۱ ج ۲)

مجلس میلاد بدعت و ناجائز ہے فتاویٰ ستاریہ صہ ۱۴۹ ج ۲ ایسی محفل میلاد کا انعقاد بدعت ہے اس کے فاعل مذموم لوگ ہیں صہ ۱۷۰ ج ۲ ہیئت مروجہ کے ساتھ مجلس میلاد کا انعقاد از روئے کتاب و سنت قطعاً حرام اور بدعت بلکہ داخل فی الشرک ہے۔ فتاویٰ ستاریہ صہ ۲۴ ج ۱۔

تیجہ دسواں چالیسواں کرنا کرانا بدعت ہے صہ ۱۸۱ ج ۱۔

تبصرہ از اویسی غفرلہ

ناظرین! دیکھا آپ نے نکل آئی وہی بات جو فقیر نے کہی۔ امور مذکورہ بالا کہہ کر وہابی لکھتا ہے کہ بعض ان میں سے کفریات ہیں اور ان کے قائلین و فاعلین شرعاً اہل بدعت ہیں۔

یاد رکھئے کہ نجدی وہابی ایسے ہی دیوبندی اینڈ مودودی وغیرھم نہ صرف میلاد شریف کو بدعت کہتے ہیں بلکہ نہایت گندے اور قبیح الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

حلال
اور
حرام جانور

باغ فدک

کعبے کا کعبہ
قطب مدینہ پبلشرز